

# ماہِ ولادتِ محمد

مختصر و مستند سوانح

حضرت سید امام علی شاہ، حضرت سید صادق علی شاہ  
حضرت مفتی محمد مسعود شاہ رحمہم اللہ تعالیٰ



ترتیب

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد  
ایم۔ اے، پی ایچ ڈی

مکتبہ نعمانیہ، اقبال روڈ، سیالکوٹ  
پاکستان

# ماہِ وَاَحْمَدِ

مَآخُودِ اَز

آیَاتِ الْقِتْمِیَّةِ (۱۲۹۳ھ / ۱۸۷۶ء)

مُصَنَّفَةُ

مَوْلَانَا عَلِیْ اَحْمَدِ دَهْرَا کوٹی

خَلِیْفَةُ

حَضْرَتِ سَیِّدِ اِمَامِ عَلِی شَاهِ مَکَانَ شَرِیْفِی

تَرْجَمَهُ وَتَلْخِیصُ وَتَرْتِیْبُ

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ناشر

مکتبہ نعمانیہ اقبال روڈ سیالکوٹ

جملہ حقوق محفوظ ہیں

ماہ و انجم	نام کتاب
پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد	مرتب و مترجم
سید محمد منظر قیوم	تسوید و تبیض
آیات القیومیہ	ماخوذہ
مولانا احمد علی دھرم کوٹی	مصنفہ
کتب خانہ صاحبزادہ محفوظ حسین (بھلیہ شریف ضلع شیخوپورہ)	مخزونہ
صاحبزادہ جمیل احمد شہر قیوری	معطیہ
مولانا محمد اشرف مجددی	طابع و ناشر
زاید پبلیشرز پرنٹرز لاہور	مطبع
اول	اشاعت
۱۳۰۳ھ / ۱۹۸۳ء	طباعت
دو ہزار / ۲۰۰۰	تعداد
ساتھ سات روپے	قیمت
(ادارۃ کتابت) محمد اسلم کیلانی	کتابت

ملنے کا پتہ

مکتبہ نعمانیہ، اقبال روڈ، سیالکوٹ

# انتساب

شیرِ ربّانی میاں شیر محمد شرفپوری

کے

نام

- ☆ ————— جس کی آمد آمد کی بشارت ایک صدی قبل سُنادی گئی۔
- ☆ ————— جس کا مولد خوشبوؤں سے مہک رہا تھا۔
- ☆ ————— جس نے آنکھ کھولی تو کائنات کے ذرے ذرے میں اسم ذات کا شاہدہ کیا۔
- ☆ ————— جو کھیل کود سے بیزار تھا اور اسم ذات کا شیدائی۔
- ☆ ————— وہ جب لکھتا "اللہ" ہی لکھتا، اس کو اللہ سے بڑا پیار تھا۔
- ☆ ————— جو لڑکپن سے ذکر کا رسیا تھا، ساتھیوں کے ساتھ جب ذکر کرتا درودِ دیوار لرنے لگتے۔
- ☆ ————— وہ تقویٰ شعار تھا ————— قدم قدم پر رصنائے الہی کو سامنے رکھتا تھا۔
- ☆ ————— جس کا کوئی سانس، کوئی لمحہ یا دِ الہی سے خالی نہ تھا۔
- ☆ ————— جو قرآن سننا تو وجد میں آجاتا ————— محبت الہی میں کھو جاتا۔
- ☆ ————— وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق و فدائی تھا۔
- ☆ ————— وہ محمدی المشرب تھا ————— آئینہ مصطفیٰ میں اپنی شکل و صورت سنوارتا تھا۔
- ☆ ————— وہ سنت مصطفوی کا پاسدار تھا ————— وہ محبت نبوی کا محافظ تھا۔
- ☆ ————— ایسا باحیا جب گھر سے نکلتا تھا منہ چھپالیتا کہ غیر محرم پر نظر نہ پڑ جائے

☆ \_\_\_\_\_ جس کی حیا کے سامنے دوشیزاؤں کی حیا، سچ نظر آنے لگی۔

☆ \_\_\_\_\_ عجز و انکسار جس کی فطرت ثانیہ تھی۔ جس سے ملتا جھک کر ملتا۔ سب کچھ تھا مگر خود کو کچھ نہ سمجھتا تھا۔

☆ \_\_\_\_\_ جس نے نماز باجماعت کا وہ اہتمام کیا کہ باید و شاید۔

☆ \_\_\_\_\_ جو کچھ آنا خدا کی راہ میں لٹا دیتا۔ اپنے پاس کچھ نہ رکھتا۔

☆ \_\_\_\_\_ جس نے اپنی عادتوں کو سنت کے سانچے میں ڈھالا۔

☆ \_\_\_\_\_ جو سادہ رفتار، سادہ گفتار، سادہ اطوار تھا۔ اور تکلف سے بیزار۔

☆ \_\_\_\_\_ جو حق گو اور بیباک تھا۔ بڑے سے بڑا دنیا دار بھی اس کی نظر

میں نہ جھپتا تھا۔

☆ \_\_\_\_\_ بڑا مہمان نواز۔ مہمانوں کو خود کھلاتا، اُن کے ہاتھ دھلاتا ان

کی خدمت کر کے خوش ہوتا۔

☆ \_\_\_\_\_ جس کو دیکھ کر خدا یاد آتا تھا۔

☆ \_\_\_\_\_ جس کو دیکھ کر دنیا فراموش ہو جاتی تھی۔

☆ \_\_\_\_\_ جو سختیاں جھیل کر حاجت مندوں کی حاجت پوری کرتا تھا۔

☆ \_\_\_\_\_ جو خود بھوکا رہتا۔ غریبوں کو کھلا کھلا کر خوش ہوتا۔

☆ \_\_\_\_\_ جس کا طریقہ۔ سلف صالحین کا طریقہ تھا۔

☆ \_\_\_\_\_ جس نے خلاف شرع باتوں کو اپنے ہاتھوں سے مٹایا۔

☆ \_\_\_\_\_ جو ایمان کامل کا مرقع تھا۔ جو مجاہد وقت تھا۔

☆ \_\_\_\_\_ جس نے ہر آن تبلیغ دین کا فریضہ ادا کیا۔

☆ \_\_\_\_\_ جس نے اجر طے ہوتے دلوں کو بسایا۔

☆ \_\_\_\_\_ جس نے اجر طے ہوتے چہروں کو سجایا۔

- ☆ ————— جس نے چوروں کو اہل اللہ بنایا۔
- ☆ ————— جس نے ڈاکوؤں کو واصل باللہ بنایا۔
- ☆ ————— جس کی نگاہ پڑتے ہی ایمان کی چنگاریاں سلگنے لگتیں۔
- ☆ ————— جس کی توجہ کاملہ نے ہزاروں کے دل بدل دیئے۔
- ☆ ————— جس کے دست شفا نے ہزاروں کے چہرے چمکادیئے۔
- ☆ ————— جو صاحب کشف تھا۔ ————— حال میں مستقبل کا نظارہ کر لیتا۔
- ☆ ————— جو صاحب انفاس تھا۔ ————— رضائے الہی اس کی دعا کے ساتھ چلتی
- ☆ ————— جس نے ایسی مریدی کی کہ "مراد" بن گیا۔
- ☆ ————— جس کی نسبت کاملہ نے ایسا عروج بخشا کہ آج تک اس کے در سے

دریائے فیض رواں دواں ہے۔ ہاں ع  
جام پہ جام لائے جا، شانِ کرم دکھائے جا!



احقر محمد سعود احمد عفی عنہ

باسمہ تعالیٰ

# تقدیم

از

## پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

حضرت امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کے فرزند و جانشین، مفسر قرآن حضرت سید صادق علی شاہ علیہ الرحمہ اور آپ کے شیوخ و خلفاء کے مستند حالات زندگی کم یاب تھے ان حضرات کی سوانح کا اہم ماخذ آیات القیومیہ (۱۲۹۳ھ / ۱۸۷۶ء) عرصہ دراز سے مفقود تھا بلکہ خیال یہ تھا کہ شاید یہ خزینہ معلومات ۱۹۴۷ء کے ملک گیر فسادات میں تلف ہو گیا چنانچہ حضرت سید صادق علی شاہ کے پوتے مولانا منظور احمد مکان شریفی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں۔

”آیات القیومیہ غیر مطبوعہ تھی، اگست ۱۹۴۷ء میں اس کتاب کا اصل نسخہ جو مصنف کے اپنے قلم کا تھا اور دوسرا جو میاں شیر محمد شرقی پوری نے سید نور الحسن سے لکھوا کر بھیجا تھا اور امرتسر میں قاضی قائم الدین کی تحویل میں تھا۔ امرتسر ہی میں تلف ہو گیا۔“

لیکن مدت مدید کے بعد یہ معلوم ہو کر بے حد مسرت ہوئی کہ اس کا ایک قلمی نسخہ حضرت صادق علی شاہ صاحب کے پر پوتے حضرت صاحبزادہ محفوظ حسین صاحب مدظلہ العالی کے کتب خانے (بھلیہ شریف ضلع شیخوپورہ، پنجاب، پاکستان) میں موجود و محفوظ ہے۔

حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقی پوری نے لطفاً اس کو حاصل کرنے کے سعی بلیغ فرمائی

اور بالآخر آیات القیومیہ کی فوٹو اسٹیٹ کاپی حاصل کر کے ۱۹۸۳ء کے اوائل میں راقم کو عنایت فرمائی۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

آیات القیومیہ کا زیر نظر نسخہ فارسی میں ہے اور بڑے سائز کے کل ۴۱۹ صفحات پر مشتمل ہے۔ چند صفحات غائب بھی ہیں۔ کیونکہ اس نسخے کے مجموعی صفحات ۵۱۰ تھے۔ یہ کتاب ۱۲۹۳ھ / ۱۸۷۶ء کی تصنیف ہے جو حضرت امام علی شاہ کے خلیفہ مولانا احمد علی دھرم کوٹی نے تصنیف فرمائی ہے مولانا نے موصوف بقول خود حضرت امام علی شاہ کے دامن سے ۳۲ سال وابستہ رہے یعنی ۱۲۵۰ھ / ۱۸۳۲ء سے ۱۲۸۲ھ / ۱۸۶۵ء تک۔ ان کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ

وہ عالم و فاضل اور صاحب فکر و نظر تھے۔ ایک معاصر تذکرہ نگار مرزا محمد ظفر اللہ خان اپنی ایک تالیف میں آپ کو ان القاب سے یاد کرتے ہیں۔

واقف معقول و منقول، مبدع علم معانی، خسر و اقلیم خوش بیانی، آفتاب ہدایت، خورشید افادت، مسند نشین بزم سخنوری، رشک افزائے خاقانی و انوری۔

جب سوانح لکھنے والے نے صاحب سوانح کی صحبت میں ۳۲ سال گزارے ہوں اور وہ عالم و عارف بھی ہو تو کوئی وجہ نہیں جو اس کی نگارشات کو مستند نہ سمجھا جائے اس لئے راقم کے نزدیک حضرت امام علی شاہ اور آپ کے اسلاف و اخلاف کے حالات پر آیات القیومیہ ایک مستند ترین ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔

آیات القیومیہ مقدمہ کے علاوہ مندرجہ ذیل ابواب پر مشتمل ہے۔

سید محمد ظفر اللہ خان شجرہ انساب پیران طریقہ نقشبندیہ مجددیہ خاندان جناب سید امام علی شاہ، مطبوعہ مطبع آئینہ سکندری ۱۲۶۶ھ / ۱۸۵۹ء ص ۵



## پہلا باب

در بیان حکمت بعثت و ارسال انبیاء و رسل

## دوسرا باب

در بیان شرافت مقام ولایت و ذکر درجات

## تیسرا باب

در استقامت دولت و نعمت و ولایت تا قیام قیامت

## چوتھا باب

در بیان ارادت، آوردن و بیعت کردن بہ مشائخ

از زمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم الی یومنا ہذا

## پانچواں باب

در اثبات علم باطن

## چھٹا باب

در ذکر خواجگان نقشبندیہ مجددیہ من اولہا الی آخرہا

## ساتواں باب

در ذکر آباؤ اجداد حضرت خواجہ تارخ ولادت آنحضرت الخ

## آٹھواں باب

در ذکر خلفاء کبار و اصحاب نامدار

ابواب کی فہرست سے اندازہ ہو گیا ہوگا کہ آیات القیومیہ ایک مبسوط کتاب ہے۔ اس کے ترجمے اور کتابت و اشاعت کے لئے ایک مدت درکار ہے اگر توفیق الہی شامل حال رہی تو یہ فرض بھی ادا کیا جائے گا، سر دست مندرجہ ذیل حضرات کے حالات منتخب کر کے اس کا اردو ترجمہ اور خلاصہ تیار کیا گیا ہے جو ماہ و انجم کے عنوان سے پیش کیا جا رہا ہے۔

۱۔ حضرت سید امام علی شاہ مکان شریفی

۲۔ حضرت سید صادق علی شاہ مکان شریفی

۳۔ حضرت مفتی محمد مسعود شاہ دہلوی

اس کے علاوہ اس مجموعہ میں بعض مشائخ کا منتخب نعتیہ، مدحیہ اور غزلیہ کلام بھی شامل کیا گیا ہے۔

حضرت سید امام علی شاہ کا سلسلہ طریقت، حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے بعد

مندرجہ ذیل واسطوں سے مربوط ہے۔

(۱۰۷۹ھ / ۱۶۶۸ء)

۱۔ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ

(۱۱۲۷ھ / ۱۷۱۴ء)

۲۔ حضرت خواجہ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ

(۱۱۳۳ھ / ۱۷۲۰ء)

۳۔ حضرت شیخ محمد حنیف رحمۃ اللہ علیہ

(۱۱۴۳ھ / ۱۷۳۰ء)

۴۔ حضرت شیخ محمد زکی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۱۴۹ھ / ۱۷۳۶ء)

۵۔ حضرت شیخ محمد مظہری سندھی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۱۸۸ھ / ۱۷۷۵ء)

۶۔ حضرت شاہ محمد زمان سندھی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۲۲۳ھ / ۱۸۰۸ء)

۷۔ حضرت حاجی احمد دمانی سندھی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۲۴۴ھ / ۱۸۲۸ء)

۸۔ حضرت شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام علی شاہ سے وابستہ مشائخ کرام کی خانقاہیں پاک و ہند کے مختلف علاقوں

میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اس موضوع پر تحقیق کی ضرورت ہے۔ کوئی صاحب قلم اس طرف متوجہ ہوں۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی اس شاخ کے جن مشائخ نے اس سلسلے کو فروغ بخشا ان میں

راقم کے علم کے مطابق یہ حضرات نمایاں نظر آتے ہیں۔

(مکان شریف، بھارت)

۱۔ حضرت سید صادق علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

(دہلی، بھارت)

۲۔ حضرت مفتی محمد مسعود شاہ رحمۃ اللہ علیہ

- ۳۔ حضرت مولانا شبیر محمد خان رحمۃ اللہ علیہ  
(جے پور، بھارت)
- ۴۔ حضرت میاں شبیر محمد شرقی پوری رحمۃ اللہ علیہ  
(شرقی پور، پاکستان)
- ۵۔ حضرت شاہ محمد رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ  
(الور، بھارت)
- ۶۔ حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ رحمۃ اللہ علیہ  
(شرقی پور، پاکستان)
- ۷۔ حضرت مولانا ارشاد علی الوری رحمۃ اللہ علیہ  
(کوٹہ بوندی، بھارت)
- ۸۔ حضرت مولانا ہدایت علی جے پوری رحمۃ اللہ علیہ  
(جے پور، بھارت)
- ۹۔ حضرت مولانا منظور احمد مکان شریفی رحمۃ اللہ علیہ  
(ساہیوال، پاکستان)
- ۱۰۔ حضرت مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ رحمۃ اللہ علیہ  
(دہلی، بھارت)
- ۱۱۔ حضرت صاحبزادہ محفوظ حسین دامت برکاتہم العالیہ  
(بھلیہ شریف، پاکستان)
- ۱۲۔ حضرت علامہ مفتی محمد محمود احمد الوری مدظلہ العالی  
(حیدرآباد سندھ، پاکستان)
- ۱۳۔ حضرت مولانا مفتی محمد مظفر احمد رحمۃ اللہ علیہ  
(دہلی، بھارت)
- ۱۴۔ حضرت مولانا مفتی محمد مشرف احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ  
(دہلی، بھارت)
- ۱۵۔ حضرت مولانا اخلاق حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ  
(راجم آباد، بھارت)
- ۱۶۔ حضرت مولانا مظفر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ  
(کراچی، پاکستان)
- ۱۷۔ صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقی پوری مدظلہ العالی  
(شرقی پور شریف، پاکستان)
- ۱۸۔ مولانا حافظ قاری سید حفیظ الرحمن مدظلہ العالی  
(ساہول پور، پاکستان)
- ۱۹۔ مولانا مقبول الرحمن رحمۃ اللہ علیہ  
(سیوہارہ، بھارت)
- ۲۰۔ مولانا محمد عثمان سیفی مدظلہ العالی  
(ٹونک، بھارت)
- ۲۱۔ مولانا حمید الدین حیدر شاہ رحمۃ اللہ علیہ  
(گنور شریف، بھارت)

یہ تو اس آسمان معرفت کے چند آفتاب و ماہتاب اور ستارے ہیں، نہ معلوم کتنے نکال ہوں  
سے پوشیدہ ہوں گے۔ اس میں شک نہیں کہ حضرت سید امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ،  
آپ کی اولاد امجاد، خلفاء کبار اور ان کے احماد و اخلاف پر سیر حاصل لکھنے کی ضرورت ہے۔  
دور جدید کا قاری، دور قدیم کے قاری سے مختلف ہے۔ اس لئے اس کے مزاج کو دیکھتے ہوئے  
عقیدت مندانہ نہیں بلکہ تکلفات سے مبرا حقیقت پسندانہ طرز اختیار کرنا چاہیے تاکہ باتیں دل  
میں گھر کر تی چلی جائیں اور ایک انقلاب محسوس ہونے لگے۔

حضرت سید امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ عالیہ علم و دانش کا سلسلہ ہے، یہ عام خانقاہوں  
سے مختلف ہے، اس سلسلے میں اہل علم اور اہل دل دونوں کے لئے بہت ہے۔ اس سلسلہ عالیہ  
سے منسلک حضرات کو چاہیے کہ قدم آگے بڑھائیں اور علمی سطح پر جو کچھ کر سکتے ہیں کریں،  
امور معاش میں اس قدر منہمک ہونا کہ امور معاد کی طرف متوجہ ہونے کی فرصت نہ ملے، نہایت سے  
نامناسب ہے، اس طرز عمل پر غور و فکر کی ضرورت ہے۔

مولیٰ تعالیٰ ہم کو اہل اللہ کے دامن سے وابستہ رکھے کہ ان کے نقوش قدیم ہی کو قرآن کریم  
نے "صراط مستقیم" سے تعبیر کیا ہے۔ اس پر چلنے اور اس کی آرزو کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔  
حضرات اہل اللہ کی باتیں احزاب و شخصیات کی باتیں نہیں۔ یہ عین اسلام کی باتیں ہیں۔ بلاشبہ  
ان کی رہنمائی کے بغیر صراط مستقیم کا ملنا مشکل ہی نہیں، ناممکن ہے۔

اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم

آمین بجاہ سید المرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وازواجہ واصحابہ وسلم۔!

احقر محمد سعود احمد عفی عنہ

پرنسپل

گورنمنٹ ڈگری کالج، ٹھٹھہ، سندھ

۳ شعبان المعظم ۱۴۰۳ھ

۱۷ مئی ۱۹۸۳ء

# فہرست عکس

۱۔ عکس روضۃ مبارک

حضرت سید امام علی شاہ مکان شریفی

و

حضرت سید صادق علی شاہ مکان شریفی

۲۔ عکس مزار مبارک

فقیہہ الہند حضرت مفتی محمد مسعود شاہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

۲۱ تا ۲۳۔

۳۔ عکس مراتبہ المحققین

مصنفہ

حضرت سید امام علی شاہ مکان شریفی

۵۶ تا ۵۸۔

۴۔ عکس تفسیر صادق

مصنفہ

حضرت سید صادق علی شاہ مکان شریفی

۵۔ عکس فتاویٰ مسعودی

۶۵ تا ۶۶۔

مصنفہ

فقیہہ الہند حضرت مفتی محمد مسعود شاہ دہلوی

۷۰ تا ۷۱۔

۶۔ عکس آیات القیومیہ

مصنفہ

مولانا احمد علی صاحب دھرم کوٹی۔

# فہرست

## مدائح و مناقب

۱۵ تا ۱۹

☆ حضرت شاہ حسین سرمست علیہ الرحمہ ۱۵

نعت شریف

☆ حضرت شاہ حسین سرمست علیہ الرحمہ ۱۶

منقبت در مدح

ابوصنیفہ ثانی حضرت حاجی احمد دامائی سندھی

☆ مولانا نورا احمد تخت ہزاری ۱۷

قصیدہ در مدح

حضرت سید امام علی شاہ مکان شریفی

☆ مولانا نورا احمد تخت ہزاری ۱۹

منقبت در مدح

حضرت سید امام علی شاہ مکان شریفی



## سیرت و سوانح

☆ — حضرت سید امام علی شاہ علیہ الرحمہ

۲۲ شیخ طریقت

حضرت بابا امیر الدین رحمۃ اللہ علیہ

☆ — حضرت سید صادق علی شاہ علیہ الرحمہ

شیخ طریقت

۲۲ مفتی اعظم ہند حضرت شاہ محمد مظہر اللہ رحمۃ اللہ علیہ

☆ — فقیہ الہند حضرت مفتی محمد مسعود شاہ علیہ الرحمہ

شیخ طریقت

حضرت مولانا شاہ محمد رکن الدین الوری رحمۃ اللہ علیہ ۵۹

اختتامیہ



## نعت شریف

از حضرت شاہ حسین قدس سرہ العزیز (۱۲۴۲ھ / ۱۸۲۶ء)

ہستم سگ جنابت یا سید المدینہ  
 مسکین و مستمند، مظلوم و دردمند  
 در مرض حرص جانم شد مبتلا چنانم  
 بجد گنہ گارم، جاتے اماں ندارم  
 بہر دواد و دیدم، در حضرت رسیدم  
 یا ہادی ہدایت، یا شاہ ذوالعنایت  
 یا شاہ کون و امکان دست کرم بپیشا  
 ہستم سگ سگانت، مشاق آتانت  
 دیگر سرم فدایت یا بم شرف لغایت  
 از جان فدا نجات یا سید المدینہ  
 سوزندہ چون سپندم یا سید المدینہ  
 چارہ از و ندانم یا سید المدینہ  
 شرمندہ شرمسارم یا سید المدینہ  
 چارہ دگر ندیدم یا سید المدینہ  
 دل و جان من فدایت یا سید المدینہ  
 از قید نفس برہاں یا سید المدینہ  
 مسکین مدح خوانت یا سید المدینہ  
 باشم حضور پائیت یا سید المدینہ

عرض حسین مسکین پذیر یاشہ دیں

کن کرم، حال ما بین یا سید المدینہ

چوں بیدینہ معطرہ نزدیک رسیدہ اند بجزد ملاحظہ آثار روضہ معطرہ نعرہ ہا زدوبے ہوش  
 افتادہ دور گرداب زیارت روضہ مطہرہ و مسجد نبوی زماں زماں از خود رفتہ بہ خاک غلطیدند۔  
 (آیات القیومیہ، قلمی، ص ۲۰۲-۲۰۳)





# منقبت در مدح حضرت حاجی احمد قدس سرہ

از

## حضرت شاہ حسین علیہ الرحمہ

ز جام احمدی گر باز یک جرعه بکام رفتہ  
 شد من مست مدہوشی ز جرعه جام او یارب  
 بیا اے ساقی وحدت بجائے سرفرازم کن  
 عجب ستر لیت اے یاداں شدن ہوش عشقتش  
 ز وصف ساغر مستش بومم کے رسد یارب  
 حدیث ذوق او از ما بگفتن کے تمام رفتہ

بشرب مست وحدت او بیا شاد کن اے سرمست  
 دریں عشرت را یارب ہمیشہ صبح و شام رفتند

(آیات القیومیہ، قلمی، ص ۱۹۲)



## قصیدہ

درمدح حضرت سید امام علی شاہ

از

مولانا نورا احمد تخت ہزاری

تعلیفہ حضرت سید امام علی شاہ

(منتخب اشعار)

ہر طرفنا شنیدہ ام کہ میرس	مغلغلہ لا الہ الا اللہ
نورِ حق را بہ دیدہ ام کہ میرس	از جنوب و شمال شرق و غرب
وہو معکم بدیدہ ام کہ میرس	لن ترانی کجاست اے یاراں؟
زوکلامے شنیدہ ام کہ میرس	طور سینا شدہ چو سینہ من
از کلامش شنیدہ ام کہ میرس	نغمہ ہائے نفخت من الروحی
مرشد پاک دیدہ ام کہ میرس	نقشبند باسمِ اِلا اللہ
وہ چہ نور سے بدیدہ ام کہ میرس	سرمد دیدہ اولی الایصار
وہ چہ شاہد گزیدہ ام کہ میرس	شہرہ حسن اوست در ہمہ ملک
وہ چہ شمس بدیدہ ام کہ میرس	حسن افزائے رونے مطلع فجر
وہ چہ غوثے گزیدہ ام کہ میرس	مسند آرائے کارگاہ الست
وہ چہ شاہ ہے گزیدہ ام کہ میرس	پیر کن کاسر متہی دستاں

شاہ باز مقام او ادنیٰ  
 مویائی وہ شکستہ دلاں  
 نقشبند نگار خانہ دل!  
 زینت افزائے باغ عالم انس  
 نکتہ معرفت ز گلشن راز  
 طوطی نور باغ مصطفوی!  
 غنلیب ز باغ تصنوی!  
 تو نہ سال ز گلستان احمد  
 مورد نص آیت نظیر  
 آیت از انصوص خالق پاک  
 پیشوائے صفوف عالم پاک  
 گوہرے از فصوص حکمت حق  
 زلف آرائے مستند لولاک!  
 وہ چہ عتقا گزیدہ ام کہ می پرس  
 وہ چہ طیبے گزیدہ ام کہ می پرس  
 وہ چہ شیخے گزیدہ ام کہ می پرس  
 وہ چہ خواجہ گزیدہ ام کہ می پرس  
 وہ چہ رہبر گزیدہ ام کہ می پرس  
 گل حسنین دیدہ ام کہ می پرس  
 جگر زہرہ دیدہ ام کہ می پرس  
 جان معصوم دیدہ ام کہ می پرس  
 قطب کامل گزیدہ ام کہ می پرس  
 مصحف نو گزیدہ ام کہ می پرس  
 شبلی وقت دیدہ ام کہ می پرس  
 محی دیں بدیدہ ام کہ می پرس  
 وہ چہ پیرے گزیدہ ام کہ می پرس

(آیات القیومیہ، قلمی ص ۳۸۱)

نوٹ: یہ قصیدہ مبارک ۸۸ اشعار پر مشتمل ہے: جو آیات القیومیہ کے

صفحات ۳۸۰ تا ۳۸۲ پر پھیلا ہوا ہے۔



## منتخب

در مدح حضرت سید امام علی شاہ مرکان شریفی

از

مولانا نورا احمد تخت ہزاری

(منتخب اشعار)

(۱)

خبر زن ملک ماسوا را	انگر زن رخت ماسوا را
ہر جگر ز عشق تو کباب است	ہر نمک ز قول تو کتاب است
آن سینہ کہ عشق از تو دارد!	مست است جہاں خبر ندارد
واں جیبہ کہ سکہ از تو دارد	پر دانی بجز خدا ندارد
یغماگر ملک ماسوا را!	غارت گر رخت ماورا را
حقا کہ بملک لا مکانی	چو مثل تو نیست شیخ ثانی
بگرفت بخلق وحشیاں را	لب بستہ بعقل زیر کاں را
فیضش بدل خدا پرستان	چوں نغمہ بگوشش متناں
ایں ساقی و این شراب ایں دیر	واللہ کہ ندیدہ ام جزش غیر
حقا بہ بزم رشد و ارشاد	کس نیست بمثل تو در ایجاد
شانست ہمہ نشان بے نشان نیست	اوجت بمکان لا مکانی است
علم از تو گرفت زیب و زینت	علم از تو گرفت قرب و عزت

دین از تو گرفت خلعت تو      جو داز تو گرفت پر تو تو  
 دین شمره رشد تو بد واران      چون سوره شمس بین القرآن  
 تیر نظرت بصید بازی      در صحن دل چو اسپ تازی  
 نظر تو که هر طرف بیاید      از جمله جهان دل رباید  
 بالفرض اگر یزید آید      از نظر تو با یزید شاید  
 نظر لطف تو عین ناز است      نازے که در و سه صد نیاز است  
 از تیر نظر گرفت جانها!      وز خلق آباد خانساها

(آیات القیومیہ، قلمی، ص ۳۸۷)





مزار مبارک حضرت سیدنا ام علی شاہ و سید صادق علی شاہ رحمہما اللہ تعالیٰ مکان شریف

# ماہِ وائِم

ماخوذ از

آیاتِ القیومیہ (۱۲۹۳ھ / ۱۸۷۶ء)

مُصَنَّفَہ

مولانا احمد علی دھرم کوٹی

خَلِيفَہ

حضرت سید امام علی شاہ مکان شریفی

ترجمہ و تلخیص و ترتیب

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

# حضرت سید امام علی شاہ مکان شریفی علیہ الرحمہ شیخ طریقت حضرت بابا امیر الدین علیہ الرحمہ

حضرت امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق خانوادہ سادات سے تھا، آپ کے جدِ اعلیٰ حضرت سید دانیال حجاز سے ہجرت کر کے بغداد شریف کی نواحی بستی سامرہ میں آکر آباد ہوئے۔ ۸۳۶ھ / ۱۴۱۸ء میں بغداد سے ہندوستان تشریف لائے اور دہلی میں سکونت اختیار کی یہیں آپ کی شادی بھی ہوئی۔ کچھ عرصے کے بعد اپنے ایک صاحبزادے سید خواجہ کو لے کر دہلی سے پنجاب تشریف لائے اور یہاں مکان شریف (موضع ترچھتر، ضلع گورداسپور، پنجاب، بھارت) میں مستقل قیام فرمایا۔ ۹۰۴ھ / ۱۴۹۸ء میں آپ کا انتقال ہوا۔ آپ کے پرچتے سید شاہ محمد (ابن سید عارف ابن سید ابو المعالی) ۱۰۸۶ھ / ۱۶۷۵ء میں پیدا ہوئے، اپنے وقت کے جلیل القدر عالم و عارف تھے، ۱۱۸۰ھ / ۱۷۶۶ء میں آپ نے انتقال فرمایا۔ آپ کے پرچتے سید حمید علی شاہ (ابن سید فرزند علی ابن سید لطف کریم) حضرت سید امام علی شاہ کے والد ماجد تھے، ۱۲۲۶ھ / ۱۸۱۱ء میں آپ نے انتقال کیا۔

حضرت امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت مکان شریف میں ۱۲۱۱ھ (۱۷۹۶ء) میں ہوئی آپ کے والد بزرگوار میر سید حمید علی شاہ کا آپ کے بچپن ہی میں انتقال ہو گیا۔ چنانچہ آپ زیادہ عرصے تک ناننانی کے گھر رہے جو بہت ہی خوشحال تھے بعض فارسی کتابیں مولانا فقیر اللہ دھرم کوٹی سے پڑھیں اور چونکہ آپ کے آباؤ اجداد فن طب میں مہارت رکھتے تھے اس لئے آپ نے اس فن کی کتابیں ”سر آمد حکماء“ حافظ محمد رضا سے پڑھیں اور

یہاں تک حالات ایک معاصر تذکرہ نگار شیخ محمد ظفر اللہ خاں کی کتاب ”تذکرہ بے مثل راجگان راجور“ سے بحوالہ ذکر مبارک مطبوعہ لاہور، ص ۷۷ نقل کئے گئے ہیں تاکہ حالات مکمل ہو جائیں۔ مستعد



بہت سی کتابیں مولانا نور محمد حشتی سے بھی پڑھیں آپ نے اپنی جودت طبع کی وجہ سے اپنے ہم سبقوں پر سبقت حاصل کر لی اور یہ بات بہت مشہور ہو گئی۔ آپ نے اپنی فکر رساکی وجہ سے شعر گوئی میں اس حد تک کمال پیدا کر لیا کہ فی البدیہہ اشعار کہتے تھے۔ انہی ایام میں سے آپ کسی کے گردیدہ ہو گئے۔ اور اس سے ظاہری مفارقت کی وجہ سے بہت ہی مغموم رہنے لگے۔ اسی شدت اضطراب میں حضرت شیخ العالم شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ کی نظر آپ پر پڑی اور آپ نے اضطراب سے چھٹکارا حاصل کیا۔ اور اس کی تقریب یہ ہوئی کہ جب حضرت شاہ حسین نے آپ کے اندر استعداد اور قابلیت ملاحظہ فرمائی تو مرید کرنے سے پہلے آپ سے دریافت کیا۔ بیٹے کون سی کتاب پڑھتے ہو؟ ابھی آپ جواب دینے بھی نہ پائے تھے کہ خود فرمایا۔ اعتقاد و عمل اور روحانی قوت کیلئے مثنوی شریف کا مطالعہ بہت ہی خوب ہے، چنانچہ حضرت امام علی شاہ نے اسی روز مثنوی شریف کا مطالعہ شروع کیا۔ دوسرے روز حضرت شاہ حسین نے اپنے پاس بلایا اور مثنوی شریف کے پہلے شعر کی تشریح فرمائی۔ اسی روز سے آپ کا دل چاہنے لگا کہ آپ سے مثنوی شریف کا سبق پڑھا جائے۔ آپ مثنوی شریف کی ایسی تشریح فرماتے تھے کہ سننے والے کو سننے کی تاب و طاقت نہ رہتی۔ بہر حال ابھی آپ نے چند ورق ہی پڑھے تھے کہ حضرت شاہ حسین، جامع شریعت و طریقت حضرت حافظ محمود صاحب سے ملاقات کے لئے حاضر ہوئے اس وقت حافظ صاحب کیٹری کھریالی کے نواح میں سفوال کے مقام پر مقیم تھے۔ اس سفر میں حضرت امام علی شاہ بھی ساتھ رہے اور عجیب و غریب باتیں مشاہدہ میں آئیں جب حضرت امام علی شاہ نے یہ دیکھا کہ حضرت شاہ حسین کی خانقاہ کے بہت سے مریدین و معتقدین آپ سے دعا کی درخواست کر رہے ہیں تو آپ نے بھی دعا کی درخواست کی حافظ محمود صاحب نے جواباً فرمایا۔

”اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے پیر و مرشد کی محبت عطا فرمائے“ یہاں اشارہ حضرت شاہ حسین کی طرف تھا۔ آپ کی دعا کی برکت سے حضرت شاہ حسین سے اتنی شدید محبت

ہو گئی کہ بغیر آپ کو دیکھے چین نہ آتا تھا۔

حضرت امام علی شاہ نے سولہ برس کی عمر میں اپنے استاد مولانا جان محمد حسینی کے ہمراہ حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے آستانے پر حاضری دی یہاں ایک منجم نے پیش گوئی کی :-

”آپ کے ہی رشتے داروں میں ایک سن رسیدہ بزرگ سے آپ کو بہت ہی زیادہ فائدہ پہنچے گا“

”اس وقت حضرت امام علی شاہ کو یقین ہو گیا کہ یہ پیر بزرگ حضرت شاہ حسین ہی ہیں کیونکہ آپ حضرت امام علی شاہ صاحب کے جدی رشتہ دار ہوتے تھے۔ چنانچہ حضرت امام علی شاہ نے نہایت ہی اخلاص کے ساتھ بیعت کی درخواست کی پہلی بار استخارے کا اشارہ فرمایا، کچھ دن گزر جانے کے بعد جب دوسری بار عرض کیا تو فرمایا کہ اب استخارے کی ضرورت نہیں اور شرف بیعت سے مشرف فرمایا۔ ریاضات، مجاہدات کے بعد آپ سے فرمایا:-

”صفت و قدس جبریل، خلت ابراہیم، شوق موسیٰ، طہارت عیسیٰ اور محبت مصطفیٰ (صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین) اگر تجھ کو دیں تو خبردار اس پر راضی نہ ہونا اور اس سے زیادہ کی آرزو کرنا کہ اس سے زیادہ بہت کچھ ہے۔ صاحب ہمت بنے رہو اور سر ہمت کبھی نیچا نہ کرو“

حضرت شاہ حسین کی نظر فیض گستر نے وہ کچھ دیا کہ بہت کم لوگوں کو دیا ہوگا۔ اور وہ کچھ عطا کیا جو بہت کم لوگوں کو عطا ہوا ہوگا۔ آپ اپنے پیر کامل کے آئینہ جمال بن گئے بلکہ خود پیر کامل بن گئے۔

۱۰ حضرت امام علی شاہ کے شیخ طریقت حضرت شاہ حسین، حضرت امام علی شاہ کے پردادا سید لطف کریم کے بھائی سید کریم کے بیٹے تھے۔ اس طرح رشتہ کے دادا ہوئے۔ مسعود

آپ جامع صفات حسنہ تھے۔ علم و عمل، اتباع و استقامت، تربیت و تسلیکِ مریدین، ناقصوں کی تکمیل، فقراء و غرباء پر شفقت و مہربانی، حسنِ خلق، تواضع و مسکنت، عفو و درگزر، چشم پوشی و شفقت، ایثار و انعام، اکرام و احسان و عفت، زہد و ورع و تقویٰ، طاعت و عبادت و عبودیت، جوع و فاقہ، تحمل و بردباری، خشوع و خضوع، حلم و رضا، صدق و حیا، صبر و سکوت، بذل و جود و سخاوت، خشیت و خوف و رضا، ریاضت و مجاہدات، قناعت و مداومت و معاونت، بخرید و تفرید و توحید، تہذیب و وقار، مدارات و مواسات، عنایت و رعایت، شفقت و شفاعت، کرم و تفقہ، شکر و ذکر و فکر، احتشام و احترام، رقت و غیرت، عبرت و بصیرت، معرفت و حقیقت، تسلیم و تفویض، توکل و تبتل، یقین و ایقان، غنا و استغناء۔

آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی وارث اور اپنے شیخ کے رازدار و نائب مناب ہو گئے آپ فرماتے تھے کہ حضرت شاہ حسین کا فیض ہمیشہ جاری رہتا تھا اور جس کو آپ چاہتے اپنی نسبت عالیہ کے انوار میں غرق کر دیتے۔ اور یہ بھی فرماتے تھے کہ ابتدائی زمانے میں سنوآل سے واپسی کے وقت جب آپ ایک ولیہ خاتون کے گھر اترے تو اسی روز رات کو حضرت شاہ حسین کی ایسی کیفیت ہوئی کہ کبھی نہ دیکھی گئی و جدا اور جوش و خروش میں آگے اور صبح تک اسی کیفیت استغراق میں رہے جب رات گزری اور صبح ہوئی تو آپ کے مخلصوں میں سے ایک شخص (جو اس قصبے میں رہتا تھا) خدمت میں حاضر ہوا، اُس سے آپ نے فرمایا کہ آج رات تو ہمارے پاس ہوتا تو تیرا کام مکمل ہو گیا ہوتا۔ چونکہ میں اس وقت تک بیعت نہ ہوا تھا اور "وقت آمد" کی حقیقت سے نا آشنا تھا تو یہ باتیں سن کر مجھے اس بات پر افسوس ہوا کہ رحمت کی اس گھڑی کو تو نے کیوں ضائع کر دیا۔ چنانچہ اس تلاش میں رہا کہ سفر و حضر میں ایسا وقت پھر آجائے۔ بیعت ہونے کے بعد اگرچہ حضرت شاہ حسین نے بہت سے انعام و اکرام سے نوازا لیکن اس کے باوجود میرا ذہن اسی سوچ میں رہا کہ کب

وہ وقت خاص آئے اور میں مستفیض ہوں یہاں تک کہ پندرہ سال کے بعد پھر وہ وقت آیا اور قصبہ کہنورہ کے سفر میں اس وقت خاص کی نعمتوں سے سرفراز فرمایا جس کی نہ کوئی حد ہے نہ انتہا۔ آپ نے فرمایا۔

”اے بیٹے! یہ حقیقتِ اولیاء اور نسبتِ گرامی جو آج رات تجھ کو ملی ہے، دن بدن بلند ہوتی جائے گی اور ترقی کرتی جائے گی اور اس بھید کی باریکیاں تم پر ظاہر ہوتی جائیں گی۔“

اس کے بعد حضرت امام علی شاہ سے فرمایا ”امامت کرد“ اور حضرت شاہ حسین نے ان کے پیچھے خود نماز پڑھی، نماز کے بعد آپ نے حضرت امام علی شاہ کو سامنے بٹھا کر مراقبہ فرمایا، مراقبہ سے فارغ ہو کر فرمایا۔

”اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اکابر کی روحانیت کی تربیت سے تمہارا کام انجام کو پہنچا۔ آج رات میں تم کو اس کی اجازت دیتا ہوں کہ جو امانت تمہارے سپرد کی گئی ہے اس کو طالبانِ حق تک پہنچاؤ۔“

خلافت سے نوازنے کے بعد حضرت شاہ حسین دو سال بقید حیات رہے۔ اس دوران حضرت امام علی آپ کی صحبت کو کبریتِ احمر سمجھتے ہوئے مسندِ ارشاد پر نہیں بیٹھے اور ہمیشہ آپ کی صحبت ہی میں رہے یہاں تک کہ حضرت شاہ حسین ۶ سال فرما گئے۔

حضرت امام علی شاہ فرماتے تھے کہ چونکہ گوشہ نشینی اور خلوت گزینی کا ذوق مجھ پر غالب تھا اس لئے حضرت شاہ حسین کے انتقال کے بعد دل میں یہ آیا کہ ایسا طریقہ اختیار کرنا چاہیے کہ لوگ نفرت و ملامت کرنے لگیں، اس طرح گوشہ نشینی و خلوت گزینی کا موقع ہاتھ آجاتے گا اور دل غیر اللہ سے منقطع ہو کر قربِ الہی سے مشرف ہو جائے گا جو اللہ والوں کا مقصود مطلوب ہے۔ لیکن خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ ایک دن میں مراقبہ میں تھا۔ اچانک جب میں نے سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت شاہ حسین میرے سامنے کھڑے ہیں میں تعظیماً کھڑا ہوا

گیا۔ آپ نے مجھے مخاطب فرمایا اور طریقہ نقشبندیہ کی ترویج و اشاعت کے بارے میں تاکید فرمائی اسی وقت دو اشخاص کے بارے میں حکم فرمایا ان کو تلقین کرو اور اس دوران آپ نے ایسی نسبت القا فرمائی کہ میں بے خود ہو گیا اور مجھے یہ خبر بھی نہ رہی کہ آپ کس طرف چلے گئے جب میں وہاں سے مکان شریف لوٹا تو وہ دو اشخاص جو میرے سامنے پیش کئے گئے تھے، میرے پاس آئے اور کہا کہ حضرت شاہ حسین خواب میں آئے اور ہماری تلقین و تربیت آپ کے سپرد فرمائی۔ ایسی صورت میں جب کہ میں نے ان کے خواب کو اپنی واردات کے مطابق پایا تو قبول کرنے کے علاوہ کوئی چارہ کار نہ رہا۔ حضرت شاہ حسین کی ارشاد کی برکت سے جب میں نے مریدین کی طرف توجہ کی تو میں نے محسوس کیا کہ فیض کا ایک سیلاب میرے دل میں امنڈ رہا ہے۔

جب آپ اکابر حضرات نقشبندیہ کی مسندِ خلافت پر رونق افروز ہوئے اور آپ نے سلسلہ نقشبندیہ کی ترویج و اشاعت شروع کی تو تھوڑے ہی عرصے میں آپ کا شہرہ سارے عالم میں پھیل گیا اور مختلف مقامات سے علماء و صلحاء آنے لگے۔ آپ نے بعض سالکوں کو چالیس سال اور بعضوں کو پچاس سال میں راہ سلوک طے کرائی اور بعض طالبوں کو ان کی استعداد کی وجہ سے چند روز ہی میں تمام منازل طے کرا دیئے۔ آپ کے روحانی کمالات کا اندازہ مندرجہ ذیل واقعات و حقائق سے ہو سکتا ہے۔

۱۔ رہتاس کے نواح میں ایک شخص کی آرزو تھی کہ ”قطب عالم“ کی زیارت کر لے اور اس سے بیعت ہو چنانچہ اس نے ”صاحب انفاس“ درویشوں سے درخواست کی، یہاں تک کہ اس زمانے کے ایک بزرگ نے اس شخص سے فرمایا کہ ایک لاکھ کی تعداد میں یہ وظیفہ پڑے اور اس کے بعد استخارہ کرو، چنانچہ اس شخص نے ایسا ہی کیا اس کو عالم واقعہ میں آپ کا نام نامی آپ کا علیہ اور آپ کے مسکن شریف کا اتا پتا بتایا گیا۔ جب دوبارہ استخارہ کیا تو اس مرتبہ حالیہ مبارکہ مجلس شریف اور خانقاہ عالیہ کو دکھایا گیا۔ اس کے ساتھ ہی کسی کو کہتے سنا

کہ ”قطب عالم“ کا مسکن ملک پنجاب میں ہے۔ دوسرے روز سامان سفر تیار کر کے پنجاب کی طرف روانہ ہوا جب اس نے دریائے چناب عبور کیا جس سے پوچھتا وہ آپ ہی کا پتہ بتاتا، اس سے اس کو یقین ہو گیا کہ عالم واقعہ میں جس بزرگ کی طرف اشارہ کیا گیا تھا وہ یہی بزرگ ہیں۔ چنانچہ وہ شخص حاضر ہو کر زیارت سے مشرف ہوا۔ اس نے دیکھا کہ شہر شہر اور ملک ملک کے فقہاء، علماء اور فقراء جمع ہیں اس نے یہ بھی دیکھا کہ عالم واقعہ میں آپ کا جو حلیہ مبارکہ دکھایا گیا تھا ہو بہو وہی حلیہ ہے۔ اس شخص نے سارا ماجملہ راقم الحروف (مولوی احمد علی دھرم کوٹی) کو سنایا اور راقم الحروف نے حضرت امام علی شاہ صاحب سے بیعت کے لئے عرض کیا۔

۲۔ مولانا مولوی غلام حسین ہوشیار پوری جو اس زمانے کے اجلہ علماء میں تھے اور حضرت غلام علی شاہ دہلوی کے خلیفہ اور مولانا محمد شریف اصفہانی کے شاگرد تھے۔ وہ اتفاقاً قصبہ دہلو میں آئے جہاں پہلے ہی حضرت امام علی شاہ مقیم تھے۔ اس قصبے کی مسجد مزایاں میں آپ نے اعتکاف کیا اور یہیں حضرت امام علی شاہ فیض رساں تھے۔ انہوں نے حضرت امام علی شاہ کے فیوض و برکات اور تاثیرات کو دیکھا تو فرمایا:-

”سچ تو یہ ہے کہ آپ اس زمانے کے مجدد ہیں“

۳۔ شیخ المشائخ حضرت احمد صاحب تال بلی جو کشمیر کے اعازم مشائخ اور اکابر علماء ہیں سے تھے انہوں نے حضرت امام علی شاہ صاحب کے خلیفہ سید انور شاہ کشمیری سے ایک ملاقات سے فرمایا:-

”میں نے نظر کشفی سے اچھی طرح دیکھ لیا ہے کہ اس وقت دنیا میں تمہارے

پیر دستگیر کا ثانی نہیں“

۴۔ میاں صاحب امان اللہ کشمیری کہ جو ایام جوانی میں اولیاء اللہ کی تلاش میں کشمیر سے کابل، قندھار، ہرات اور بلخ وغیرہ گئے اور مختلف بزرگوں کی صحبت سے مستفیض

ہوتے لیکن جب آخری عمر میں حضرت امام علی شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے تو یہاں اور ہی عالم دیکھا۔ آپ بطور تحدیث نعمت فرمایا کرتے تھے۔  
 ”اگرچہ مجھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف زیارت نصیب نہیں ہوا لیکن میں اللہ تعالیٰ کا ہر شکر ادا کرتا ہوں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے جانشین اور قائم مقام سے شرف صحبت حاصل ہوا“

۵۔ حضرت شاہ صاحب بڈھن شاہ کلانوری (خلیفہ حضرت شاہ حسین علیہ الرحمہ)

فرمایا کرتے تھے۔

”اس زمانے میں مشرق سے لے کے مغرب تک آپ صراط مستقیم کے ہادی و رہبر ہیں، دوسرے حضرات آپ کے وجود شریف کے وسیلے سے فیض حاصل کرتے ہیں، اگر اس قسم کا صاحب کمالات پیدا ہو جائے تو سارے عالم اور عالم والوں کے لئے کافی ہے۔ چنانچہ ایک آفتاب ساری دنیا کو روشن کر دیتا ہے“

۶۔ جب آپ کی مشیخت کا شہرہ اطراف و جوانب میں پھیلا اور لوگوں کو معلوم ہوا

کہ مکان شریف میں ایسا آفتاب عالم تاب طلوع ہوا ہے کہ جس پر ایک نظر ڈالتا ہے اس کے ظاہر و باطن کو منور کر دیتا ہے تو لوگ جوق در جوق

آپ کی طرف آنے لگے۔ چنانچہ اس زمانے کے جلیل القدر عالم مولانا غلام اللہ لاہوری (جن کو خلیفہ صاحب کے نام سے یاد کیا جاتا ہے) نے جب آپ کا شہرہ سنا تو آپ کی

خدمت میں حاضر ہو کر مستفیض ہوئے۔ بہت سے حضرات نے عالم واقعہ میں حضور اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور آپ کے اشارے پر حضرت امام علی شاہ صاحب کی خدمت

میں حاضر ہو کر نسبت دوام حضور صوری حاصل کی اور مقامات عالیہ پر فائز ہوئے۔ بہت

سے لوگوں نے عالم واقعہ اور عالم یقینہ میں آپ کی صورت شریف دیکھی اور آپ سے

توجہ حاصل کی چنانچہ توجہ سے ان کے دل ذکر ہو گئے اور وہ محبت الہی میں منجذب

ہو گئے۔ آپ کی صحبت کیمیا اثر کی تاثیرات اور آپ کے حلقہ متبرکہ کی کیفیات و واردات کا کیا ذکر کروں بعض لوگ آپ کی توجہ کی تاثیر سے مرغ نیم بھل کی طرح خاک پر لوٹتے تھے، بعض لوگ کمال استغراق کی وجہ سے مست بادہ بے خودی معلوم ہوتے تھے، بعض لوگ وجد و بے تابی کے غلبے کی وجہ سے آہ و نالہ کرتے تھے، بعض لوگ خود کو فراموش کر کے عالم حیرت میں چلے جاتے تھے اور بعض لوگوں کے سامنے توحید و معرفت کے اسرار کھلم کھلا نظر آتے تھے۔ المختصر آپ کی نورانی مجلس شریف میں وہ کیف و سرور حاصل ہوتا جو دونوں یاد رہتا ہے آپ کی خانقاہ شریف اور مسجد شریف میں تقریباً تین سو (۳۰۰) صوفیاء اور فقراء رہتے اور دور و نزدیک سے طالبانِ طریقت حاضر ہوتے تھے۔ مثلاً بخارا، کابل، بدخشاں، کشمیر اور ہندوستان وغیرہ۔ ان تمام حضرات کے طعام و لباس کا انتظام حضرت امام علی شاہ کی طرف سے ہوتا تھا آپ کا وجود شریف مجددِ مائتہ ثالثہ عشر تھا (تیرھویں صدی کا مجدد)۔

حضرت امام علی شاہ صاحب کا فیض حضور و غیبت میں یکساں تھا۔ چنانچہ حضرت سید بہادر شاہ صاحب (خلیفہ امام علی شاہ) و حافظ صاحب گل حسین راقم الحروف سے بیان کرتے تھے کہ حضرت امام علی شاہ اکثر ہمارے احوال دریافت کرتے تھے۔ جو حال ہم آپ کی خدمت میں عرض کرتے تھے عرض کرتے ہی اس حال سے بلند تر حال تک پہنچ جاتے تھے اور کبھی کبھی آپ خود فرماتے تھے کہ تمہارا حال اس طرح ہے لیکن اس طرح ہونا چاہیے چنانچہ اسی وقت دوسری کیفیت پیدا ہو جاتی۔ آپ اپنے مریدین کو سیر سلوک کرا کے سیرالی اللہ اور سیر فی اللہ سے مشرف فرما دیا کرتے تھے اور غیب سے جس کو جہاں کا حکم ملتا وہیں اس کو چلے جانے کی ہدایت فرماتے آپ کے حلقہ نشینوں میں سے بہت ہی کم ایسے ہونگے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف نہ ہوتے ہوں۔



## ملفوظات و اقوال

- ۱۔ طالب کی جانب سے طلب ہونی چاہیے اور مطلوب کی جانب سے جذب و کشش۔
- ۲۔ صوفیاء کے نزدیک مرید کا شیخ کی خدمت میں آداب ملحوظ رکھنا نہایت ہی اہم ہے۔
- ۳۔ جب مرشد کی خدمت میں حاضر ہو تو دل و جان سے اس کی باتیں سُننے کا منتظر رہے۔
- ۴۔ جب شیخ کی خدمت میں دینی یا دنیاوی باتیں کہنے کی ضرورت پیش آئے تو شیخ سے گفتگو کرنے میں جلدی نہ کرے۔ جب تک کہ اس کو یہ نہ معلوم ہو جائے کہ شیخ اس کی باتیں سُننا چاہتا ہے۔

- ۵۔ اپنا کوئی دنیاوی کام شیخ کی اجازت کے بغیر شروع نہ کرے۔
- ۶۔ جس چیز کے متعلق یہ معلوم ہو کہ شیخ اس کو ناپسند کرتا ہے اس کو ترک کر دے۔
- ۷۔ شیخ کو جو کرتا دیکھے وہ نہ کرے جب تک کہ اس کو کرنے کا حکم نہ دیا جائے۔
- ۸۔ اپنے پیرو تیز نظروں سے نہ دیکھنا چاہیے بلکہ اکثر اوقات اپنی نظر کو اپنے پیروں کے طرف یا زانو کی طرف رکھنا چاہیے۔

- ۹۔ شیخ کے سامنے اوراد و وظائف اور نوافل میں مشغول نہ ہونا چاہیے کہ اس وقت اس کے دیدار سے بہتر کوئی شغل نہیں۔

- ۱۰۔ شیخ کو چاہیے کہ مریدوں کی نظر میں خود کو باوقار رکھے، جب تک جمال و قار نہ ہوگا اس وقت تک مرید کا مراد کے ساتھ ایسا تعلق پیدا نہیں ہو سکتا جو مرید کے جذب و تصرف کو مستحکم کر دے۔
- ۱۱۔ نیکوں کی صحبت میں رہنا اور ان کے ساتھ لگے رہنا سالک کے لئے بڑی نعمت ہے۔ تو بہ کے بعد کوئی شربت ایسا سازگار نہیں جتنی ارباب حقیقت کی صحبت۔

- ۱۲۔ اکثر صوفیاء کا خیال ہے کہ جب تک شیخ کی صحبت میں نہ آئے تنہائی و گوشہ نشینی کسی کام کی نہیں، صحبت میں بہت سے فوائد ہیں، گوشہ نشینی سے اس کو کیا نسبت۔

۱۳۔ مرید وہ ہے کہ آرزوؤں کی آگ سے اس کا دل بھڑک اٹھے، محبت کا درد اس کو بے قرار رکھے، صبح کو بیدار ہو تو اس کی آنکھوں سے پشیمانی کے آنسو ٹپکتے رہیں، نامرادی و خاکساری اس کا شعار ہو اور گذشتہ سے شرمساری اور آئندہ سے نرسنگاری اس کا کام ہو۔

۱۴۔ اپنے فیصلوں میں صبر و عفو سے کام لے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی مشیت پر نظر رکھے اپنے گناہوں کا اعتراف کرے، ہر سانس اور ہر آن اللہ سے باخبر رہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کا وہی آخری سانس ہو۔

۱۵۔ زبان کی آفت ہلاک کرنے والی ہے، اس سے زیادہ خطرناک کوئی چیز نہیں اور ساری قبائلیں اسی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں، اسی لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموش رہنے کی تلقین فرمائی۔

۱۶۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا وصال و قرب مسلسل ذکر کرنے پر موقوف ہے۔

۱۷۔ ذکر دو قسم کا ہے۔ پہلا ذکر تو دل سے کیا جاتا ہے اور بہتر یہ ہے کہ زبان و دل دونوں سے کیا جاتے۔ اور اگر ایک ہی سے کیا جاتے تو پھر دل سے کرنا بہتر ہے۔ لیکن ذکر قلبی کی دو قسمیں ہیں جو ایک دوسرے سے افضل ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال، جبروت و ملکوت، ارض و سموات اور اس کی نشانیوں میں غور و فکر کرنا ہے اور اس کو ذکرِ خفی کہا جاتا ہے۔  
”بہتر ذکر وہی ہے جو چپکے چپکے کیا جاتے۔“

اور ذکر کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے علاوہ سب کو بھلا دیا جاتے اور اللہ کی محبت میں اس طرح فنا ہو جاتے کہ ذکر نہ رہے، مذکور ہی مذکور ہو۔ اور اس کو اپنی فنا کا احساس بھی باقی نہ رہے۔ اور فناء الفناء حاصل ہو جاتے۔

۱۸۔ ذکر کا کمال یہ ہے کہ ذکر دل میں ایسا گھر کر جاتے کہ ایک آن کے لئے بھی دل سے جدا نہ ہو، بلکہ مذکور دل پر چھا جاتے اور شعورِ ذکر دل سے جاتا رہے اور مذکور ہی مذکور باقی رہے۔ اور اس حدیث کا لطف آجائے۔

## لَا يَذُكُرُ اللهُ إِلَّا اللهُ

۱۹۔ توبہ گناہوں اور مکروہات سے پرہیز کا نام ہے، اور یہ عوام کی توبہ ہے۔ خواص کی توبہ یہ ہے کہ وہ خود بینی سے اعراض کریں۔ لیکن عوام کی توبہ تین بنیادوں پر مبنی ہے۔ اس حرکت پر پشیمانی جو ماضی میں اس سے سرزد ہوئی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا۔ (۳) یہ نچتہ ارادہ کر لینا کہ وہ مستقبل میں ایسی حرکتیں نہیں کرے گا۔ اس کو توبۃ النصوح کہتے ہیں اور اس قسم کی توبہ کرنا مردوں کا کام ہے۔

۲۰۔ عبادات کا مقصود اور لب لباب اللہ کا ذکر ہے۔ نماز اسلام کا ستون ہے۔ نماز کا مقصود اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اور قرآن کا پڑھنا بہترین عبادت ہے۔

۲۱۔ انسان کی پیدائش کا مقصد اور علم و عمل کی غرض ذکر و فکر ہے اور تمام جسمانی و قلبی عبادات کا مقصد اللہ تبارک و تعالیٰ کا حضور و شعور حاصل کرنا ہے، پس جوانی کے دنوں کو غنیمت جان کر چند روز ریاضت کر کے اللہ تعالیٰ کا شعور و حضور حاصل کرنا چاہئے۔

۲۲۔ صوفیاء کی اصطلاح میں ”حال“ ان کے انوار کا نام ہے جو عالم علوی سے ارواح پر نازل ہوتے ہیں اس کے بعد ان کا اثر دلوں پر پہنچتا ہے اور پھر اعضا و جوارح میں سرایت کر جاتا ہے۔

۲۳۔ مبتدی ”صاحب وقت“ ہے، صاحب وقت اس کو کہتے ہیں کہ کسی کسی وقت اس پر ”حال“ کی کیفیت طاری ہو۔ مگر اس پر غالب نہ ہو، اس کو ”صاحب وقت“ کہتے ہیں۔ اور ”صاحب حال“ اس کو کہتے ہیں کہ اس پر ”حال“ غالب ہو یعنی اکثر اوقات اس پر ”حال“ کی کیفیت طاری ہو۔ ”صاحب حال“ متوسط ہوتا ہے اور منتہی ”صاحب انفاس“ ہوتا ہے۔ ”صاحب انفاس“ اس کو کہتے ہیں کہ ”حال“ اس کے سانس کا ساتھ ہی بن جاتے۔ یعنی جو سانس لے ”حال“ اس کے سانس کے ساتھ ہو۔ لیکن ارباب طریقت نے ”صاحب انفاس“ کے متعلق

کہا ہے کہ وہ وہ شخص ہے جو وہ کہتا ہے، اللہ تعالیٰ وہی کرتا ہے۔

۲۴۔ فنا سے مطلق کے معنی یہ ہیں کہ سالک اپنے وجود و ہستی اور قلبی و جسمانی، دنیاوی و اخروی تعلقات کو اپنے آئینہ دل سے دھو ڈالے کہ ان میں سے کسی رنگ کا عیار بھی اس کے آئینہ دل پر نظر نہ آئے۔

۲۵۔ طریقہ نقشبندیہ کی نسبت کا ادراک کرنا اور اسلاف کرام کی دولت میں شریک ہونا ہر بوالہوس کا کام نہیں ہے۔

سرمد غم عشق بوالہوس رانہ دہند

ذوق پر پروانہ ہم مگس رانہ دہند

عمر باید کہ یاد آید بہ کنار

سرمد این غم، ہمہ کس رانہ دہند

۲۶۔ شریعت، غلامی کا پٹکا باندھنے کا نام ہے اور طریقت خود سے چھٹکارا حاصل کرنے

کا نام ہے۔ اور حقیقت محبوب سے لپٹ جانے کا نام ہے۔ شریعت علم ہے اور طریقت

عمل، شریعت کی مثال یوں سمجھیے جیسے استاد سے کیمیا کا علم سیکھنا، طریقت گویا تانبہ

پر کیمیا کرنا ہے، اور حقیقت اس تانبہ کا سونا بن جانا ہے۔ بعض لوگ علم کیمیا پر خوش ہیں

کہ ہم یہ علم جانتے ہیں اور کیمیا کو تانبے پر رگڑنے والے بھی خوش ہیں کہ ہم رگڑنا جانتے

ہیں اور حقیقت والے اس حقیقت سے خوش ہیں کہ ہم سونا ہو گئے۔

۲۷۔ اعمال نماز میں ہر عمل کی اور اذکار میں ہر ذکر کی ایک اور روح ہوتی ہے، اگر یہ روح

میتسرنہ آئے تو نماز ایک مردہ انسان کی مانند ہے۔ جس کا جسم بے جان ہوتا ہے۔ نماز

کی اصل روح نشوع اور حضور سی قلب ہے کہ نماز کا مقصود ہی یہ ہے کہ دل کو اللہ

سے لگایا جائے اور اس کی یاد کو تازہ کیا جائے۔

۲۸۔ فرائض کی نوافل سے ایک علیحدہ خصوصیت ہے اور جماعت تو نور علی نور ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جماعت کے ساتھ ایک نماز تنہا ستائیس نمازوں کے برابر ہے۔

۲۹۔ تہجد کی نماز سعادتِ ابدی اور افاداتِ سرمدی کی کنجی ہے جو نماز تہجد پڑھتا ہے وہ دونوں جہاں کی سعادت اور کونین کی فلاح حاصل کرتا ہے۔ یہ نماز صدیقیوں کی آنکھ کا نور اور عاشقوں کے دل کا سرور ہے۔

۳۰۔ ربیع الاول کی دو اور بارہ تاریخ کو روزہ رکھنا چاہیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یوم وصال پر صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک کو ہدیہ کی نیت سے بیس رکعت نماز پڑھی ہے، ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد اکیس بار قل ہو اللہ پڑھی ہے اور اس کے بعد صلوٰۃ و سلام بھیجا ہے۔

جب حضرت امام علی شاہ صاحب کی عمر شریف اڑسٹھ سال کی ہو گئی تو انتقال سے دو سال پیشتر ہی اکثر اوقات ایسی باتیں فرماتے جس سے معلوم ہوتا کہ آپ کی وصال کے ساعت قریب آن پہنچی ہے جس سال وصال ہوا اس سال ۲۹ شوال کو حضرت شاہ بدھن شاہ صاحب کے عرس میں شرکت کے لئے قصبہ کلانو تشریف لے گئے اور وہاں سے دوسرے مرید اپنے اپنے گھر لے گئے، ایک مرید نے عرض کیا کہ حضور جہاں آپ جاتے ہیں آپ کا جانا وہاں کے رہنے والوں کے لئے سعادت اور اس زمین کے لئے باعث شرافت ہے جو اب فرمایا۔

”فقیر کو اس سیر و سفر میں اس کے علاوہ اور کوئی حکمت معلوم نہیں ہوتی کہ جہاں جہاں فقیر کا بقیہ آب و دانہ لکھا ہوا ہے وہ دوستوں کی دعوت میں کھا پی لیا جاتے۔ بارہا میرے دل میں آیا کہ متعدد مقامات پر جو مزارعت کا سلسلہ ہے وہ اپنی زندگی میں مختصر کر دوں تاکہ میرے انتقال کے بعد میرے فرزند ارشد (حضرت سید صادق علی شاہ) گراں بار نہ ہوں۔“

مولوی محمد شریف بدخشان جو کئی سال سے آپ کی خدمت میں حاضر تھے جب تکمیل

منازل کے بعد اپنے وطن جانے لگے تو حضرت امام علی شاہ نے زحمت کرتے ہوئے فرمایا۔

”آپ سے ہماری دوبارہ ملاقات معلوم نہیں ہوتی“

اسی طرح بعض دوسرے دوستوں کو لکھا:-

”فقیر کی عمر ۷۰ سال کی ہو گئی ہے حدیث میں آیا ہے کہ میری اُمت کی عمریں ۶۰

اور ستر کے درمیان ہوں گی تو معلوم ہوتا ہے کہ میری عمر ۷۰ سے زیادہ نہ ہوگی“

۱۵ شعبان کی رات گزار کر صبح کو مسجد شریف حاضر ہوئے اور اپنے رفقاء اور مریدین

سے فرمایا:-

”اس فقیر کا نام لوحِ حیات سے مٹا دیا گیا ہے“

چنانچہ دوسرے ہی دن آپ کے سینے میں درد شروع ہوا اور معلوم ہوا کہ وجع الفواد کا مرض

لاحق ہو گیا ہے۔ چنانچہ آپ کے صاحبزادے حضرت سید صادق علی شاہ صاحب کو اطلاع دے

دی گئی جن کو حضرت نے باہر بھیجا ہوا تھا اسی اثناء میں حضرت کے سینے میں بڑی شدت سے

درد ہونے لگا۔ حضرت سید صادق علی شاہ صاحب عالم انتظار میں والد ماجد کی خدمت میں

حاضر ہوئے تو آپ نے صاحبزادے کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:-

”ظاہری صحت کا حال یہ ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ فراق کی ساعت قریب آگئی ہے“

حضرت صاحبزادہ یہ بات سُن کر بہت ہی غم زدہ ہوئے۔ جب حضرت امام علی شاہ صاحب

نے ان کی پریشانی اور اضطراب کا عالم دیکھا تو آپ نے ازراہ کرم ارشاد فرمایا:-

”اللہ کی عادت یہی ہے کہ ایک کو اپنے پاس بلا لیتا ہے اور دوسرے کو اس کی

جگہ پر بٹھا دیتا ہے۔ تم کو نہیں معلوم کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب دنیا سے

تشریف لے گئے تو ان کی جگہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیٹھے اور جب حضرت

ابوبکر تشریف لے گئے تو ان کی جگہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیٹھے اور جب حضرت

عمر تشریف لے گئے تو ان کی جگہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بیٹھے اور جب

حضرت عثمان تشریف لے گئے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ ان کی جگہ بیٹھے،  
یہ سن کر حضرت سید صادق علی شاہ صاحب مضطرب ہو گئے اور آنکھوں سے آنسو جاری  
ہو گئے آپ نے فرمایا کہ میں اپنے اندر آپ کی جانشینی کی قابلیت نہیں پاتا۔ حضرت امام علی  
شاہ صاحب نے فرمایا:-

» ایسی باتوں سے توبہ کرو خیر دار! خیر دار! میں نے سب کچھ تم پر نثار کر دیا  
اور تم سے کوئی چیز اٹھانہ رکھی، تم کو چاہیے کہ فقیر کے سجادے پر بیٹھ کر عبادت  
و عبادات میں سنت کی پیروی کرو کہ مقام محبوبیت اسی سے ملتا ہے۔ اور  
اہل دنیا اور ارباب ہوا و ہوس سے منہ موڑ کر اللہ کی طرف متوجہ رہو اور اسی  
کو اپنا کفیل جانو میں نے حق سبحانہ تعالیٰ سے یہ دعا کی ہے کہ جو لوگ تمہارے  
دامن سے وابستہ ہوں وہ ہمیشہ مقبول و مسرور رہیں۔

کاتب الحروف (مولانا احمد علی دھرم کوٹی) تیس سال تک اس آستانے سے منسلک  
رہا اور اکثر اوقات سفر و حضر میں آپ کے ساتھ رہتا تھا۔ حضرت امام علی شاہ اپنی تمام  
زندگی میں تین بار بیمار ہوئے۔ پہلی بار ۵۸ سال کی عمر میں تپ سرفہ کی بیماری لاحق ہوئی جو دو  
ماہ سے زیادہ عرصے تک رہی۔ بظاہر زندگی کی کوئی امید نہ رہی۔ اسی حالت میں رمضان المبارک  
آگیا اور آپ نے پہلا روزہ رکھ لیا رات کو کیا دیکھتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف  
لاتے آپ نے فرمایا:-

”میرے بیٹے امام اہل مقام تیری عمر زیادہ ہے، غم نہ کر بہت سے طالب تیرے  
وسیلے سے پستیوں سے نکل کر بلندیوں تک پہنچیں گے۔“

چنانچہ اس واقعہ کے تھوڑے ہی عرصے بعد بیماری زائل ہو گئی اور آپ صحت یاب ہو گئے  
دوسری بیماری ۶۵ سال کی عمر میں لاحق ہوئی جبکہ آپ درد قویخ کی بیماری میں مبتلا ہوئے  
لیکن ساتویں روز صحت یاب ہو گئے اور تیسری بیماری ۷۰ سال کی عمر میں لاحق ہوئی اور اسی بیماری

میں آپ نے جان عزیز جان آفریں کے سپرد کی۔

آخری ایام میں جو حالات مشاہدہ میں آتے ان کی تفصیل یہ ہے :-

۱۔ وصال سے پانچ سال قبل وجع الفواد کی تکلیف شروع ہوئی۔

۲۔ جب تکلیف زیادہ بڑھ گئی تو اپنے فرزند اکبر حضرت سید صادق علی شاہ صاحب کو امام

مقرر فرمایا، تکلیف کی حالت میں بھی مسجد شریف حاضر ہوتے اور فرزند ارجمند کی اقتداء

میں نماز باجماعت ادا فرماتے۔

۳۔ تکلیف شدید کے باوجود رمضان المبارک میں کھڑے ہو کر نماز تراویح ادا فرمائی۔

۴۔ درد و کرب کی حالت میں اکثر یہ آیت شریف پڑھتے۔

مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَ اِلٰهٍ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ط

۵۔ وصال سے دو روز قبل ذرا حالت بہتر ہوئی تو عرض کیا گیا کہ زیارت کے لئے مریدین

اور معتقدین بیچین ہیں، باہر تشریف لے چلیں، فرمایا "انشاء اللہ پرسوں چلیں گے"۔

۶۔ انتقال کے روز عصر تک تمام نمازیں اوقات معینہ پورا دفرمائیں اور ہر نماز کے لئے تازہ

وضو فرمایا۔

۷۔ نماز عصر سے فارغ ہو کر مصلے پر رو بہ قبلہ تشریف فرما ہوئے، فرزند ارشد حضرت سید

صادق علی شاہ کو بلوایا، تجدید بیعت اور تلقین اجازت سے نوازا، پھر فرمایا۔

» فقیر تمہاری توبہ کا گواہ ہے اور تم فقیر کی توبہ کے گواہ رہنا «

اس کے بعد مختلف وصیتیں فرمائیں۔

۸۔ اچانک آواز بلند پڑھنا شروع کیا۔

مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَةٍ اَوْ نُنسِیْهَا اَنْتَ بِخَيْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلَهَا اَلَمْ

تَعْلَمَ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝

پھر بحالت مراقبہ متوجہ الی اللہ ہو گئے اور جان عزیز جان آفریں کے سپرد کردی اور



مشاقان دیدے دیدار کا جو وعدہ فرمایا تھا کہ پرسوں چلیں گے، پورا فرمایا آپ کا وصال  
۱۳ شوال المکرم ۱۲۸۲ھ) مطابق ۲ مارچ ۱۸۶۶ء کو ہوا۔ ابھی آفتاب غروب نہ ہوا تھا کہ  
آفتاب طریقت غروب ہو گیا۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ مکان شریف ہی میں آپ کی تدفین  
عمل میں آئی۔ حضرت سید صادق علی شاہ کی تجویز کے مطابق مزار مبارک پر ایک بلند و بالا گنبد  
بنایا گیا۔

حضرت امام علی شاہ کی تدفین کے ساتویں روز ختم شریف پر لوگوں کو کھانا کھلایا گیا عید گاہ  
میں جہاں جگہ بہت کشادہ ہے ترتیب سے صفیں لگادی گئیں۔ جب  
کھانا شروع کیا گیا تو شام کا وقت تھا اور جب ختم کیا گیا تو صبح صادق کے طلوع کا وقت تھا  
اس کے بعد بھی صلاتے عام دے دی گئی جس کا دل چاہے آکر کھائے۔ شام سے صبح تک  
کھانے کے باوجود قسم قسم کے کھانے موجود تھے جو فقراء و مساکین میں ہاتھوں ہاتھ تقسیم کئے  
گئے اور اس تقسیم میں بھی دوپہر کا وقت ہو گیا۔ الغرض پہلے تک ہر جمعہ کی رات کو اسی طرح  
خواص و عوام کو کھانا کھلایا گیا۔ چالیسویں کے روز اس خاندان کے سارے منتسبین اور مریدین  
دور و نزدیک سے جمع ہوتے اور حضرت امام علی شاہ کے بڑے بڑے خلفاء کے اتفاق سے  
حضرت سید صادق علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر توبہ کی گئی اور لوگ بیعت ہوئے  
آپ کی توجہ سے انہوں نے اپنے سینوں میں لامتناہی الوار و واردات محسوس کئے۔

حضرت امام علی شاہ کے وصال پر بہت سے حضرات نے قطعات تاریخ و فائنات تحریر کئے:

۱۔ آیات القیومیہ میں حضرت امام علی شاہ آخری آیام کا جہاں تذکرہ ہے۔ وہاں صفحات غائب ہیں۔  
اس لئے ایک معاصر تذکرہ نگار شیخ محمد ظفر اللہ خاں کی کتاب ”تذکرہ بے مثل راجگان راجور“ سے  
ذکر مبارک (مطبوعہ لاہور، ص ۱۸۵، ۱۸۹) کے حوالے سے حالات شامل کئے گئے ہیں۔

مسعود

یہاں چند مادہ ہاتے تاریخ پیش کئے جاتے ہیں۔

## مادہ ہاتے تاریخ وفات

### حضرت سید امام علی شاہ قدس سرہ العزیز

ہمیں گفت ہاتف چو در تاب رفت

بگو عزت و جاں ز پنجاب رفت

(آیات القیومیہ، قلمی، ص ۳۴۱)

چوں ز تاریخش نمودم جستجو

ہاتفم فرمود ”فخر عارفان“

(ایضاً، ص ۳۴۲)

چو گنجینہ در مخزن خاک خفت

دریغا شہنشاہ ملک شہود

کہ الحق در معرفت نیک صفت

امام جلی، سید دین علی

برضوان معبود حق گشت جنت

چو از ماسوالہ گردید طاق

مژگان رہ باغ فردوس رفت

بتعظیم و تکریم از حور عین

ازیں باغ سربرکشیدہ سروش

بگفت آفتاب جہاں رو نہفت

(ایضاً، ص ۳۴۲)

چوں تاریخ وصال او بحق جسم زدل

ملہم گفتا کہ ”نختم الاولیاء و اسلینہ“، (ایضاً، ص ۳۴۶)

۱۲۸۲ھ

امام الوری شد بحنت مقیم (ایضاً، ص ۳۴۱)



عكس مرآة المحققين صفحه اول

مرآة المحققین

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

<p>الحمد لله على نعمائه الشانه و على آتائه الكاملة والصلوة والسلام على سيد الدارين ورسول الثقلين و نبى الكونين وخاتم الانبياء والمرسلين صلى الله عليه وآله وسلم والاصدقاء الكاملين وشافعي يوم الجزاء وملك قاب قوسين او ادنى وصاحب الذوائ اعنى محمد المصطفى وثمانياً عليه من الصلوة افضلها - والنجيات ازكها</p>	<p>سب ثناء واسطى الله تعالى له كى ان نعمته غير شاملى هونيو الى هين اور اسى كى ان نوازشون پر جو كامل هين اور تمام درود و سلام دو جهان كى سرور زمين اور اسمان كى نبى جن وانسان كى رسول نبون اور رسولون كى ختم كرنو ا - اقيبا نجباء اصداق كاملين كى سرور و قرياست كى شفيع مرتبه اعلى قاب قوسين اور اولى كى ملك صلح لعواء الحمد لى سيدنا محمد پر اسپر بهتر صلوات اور پاكيه تر تحاليف</p>
--	--

عكس مرآة المحققين صفحه ۴۷

میں پڑنے سے پریشانی ہوتی ہے لہذا مناسب ہے کہ اسکی مرغوب شے  
 لینے ذکر الہی اُس کے حوالے کر دیکھائے تاکہ اُس کو مطمئن حاصل ہو جائے  
 تیسرا پوست یہ ہے کہ ذکر الہی قلب میں جگہ کر لے اور ایسا لڑ جائے کہ اُس  
 کا چھڑانا دشوار ہو جاوے اسکا مطلب یہ ہے کہ دوسرے درجہ میں جس طرح قلب  
 کو ذکر کی عادت ڈالنے میں وقت پیش آئی تھی اس تیسرے درجے میں قلب  
 سے ذکر اللہ کی عادت چھڑانا اس سے زیادہ دشوار ہو۔ چوتھا درجہ جو نغمہ  
 اور مقصود بالذات ہے وہ یہ ہے کہ قلب میں ذکر کا نام و نشان بھی باقی نہ رہے  
 بلکہ ذکر لینے حق تعالیٰ کی ذات ہی ذات باقی رہ جائے کہ نہ قلب کی طرف  
 توجہ رہے نہ ذکر کی جانب التفات اور نہ اپنی خبر ہونے کسی دوسرے کی غرض  
 ذات بخت میں استغراق ہو جاوے اسی حالت کا نام فنا ہے اور اس  
 حالت پر پہنچ کر بندہ کو نہ اپنے ظاہری حس و حرکت کا علم ہوتا ہے اور نہ باطنی  
 عوارض کا پہانگ کہ اپنے فنا ہو جانیکا بھی علم باقی نہیں رہتا۔ کیونکہ فنا ہونا  
 بھی تو خدا کے علاوہ دوسری ہی چیز ہے اور غیر اللہ کا خیال میں کچھ اور  
 کدورت ہے پس فنا کا علم بھی اس درجہ میں پوچھ کر کدورت اور بعد ہوا یہی وہ  
 حالت ہے جس میں اپنے وجود کے فنا کے ساتھ خود فنا سے بھی فنایت ہوتی ہے ۴

حضرت سید صادق علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

شیخ طریقت

مفتی اعظم حضرت شاہ محمد منظر اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت سید محمد صادق علی شاہ صاحب اپنے والد ماجد حضرت امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند اکبر، جانشین اور صاحب سجادہ تھے، صاحب "آیات القیومیہ" نے آپ کو ان القاب سے نوازا ہے۔

» صدر مسند ارشاد و ہدایت، ہادی طریق درج نہایت در بدایت، سیاح بیدارتے طریقت، غواص دریا حقیقت، مظہر صفات ربانی، مورد اخلاق سبحانی، مشکات مصباح مشکات انوار، مفتاح کنوز اسرار، سلالة الکبراء المحققین، وارث علوم الانبیاء والمرسلین، الداعی الی اللہ سبحانہ الوالی، سیدی سندی حضرت مولوی محمد صادق علی۔ متع اللہ الطالبین بطول بقائه مادام الشریا والشری»

(ص ۳۲۸)

آپ جامع معقول و منقول اور حاوی فروع و اصول تھے۔ ظاہری اور باطنی نعمتوں کے مرکز اور حسنی اور حسین خویوں کے جامع۔ بچپن ہی سے انوار ولایت اور آثار ہدایت ان کی روشن پیشانی سے ظاہر تھے۔ چونکہ آپ کی والدہ مکرمہ آپ کے بچپن ہی میں انتقال کر گئی تھیں۔ اس لئے حضرت امام علی شاہ آپ پر بڑی شفقت فرماتے تھے۔ بچپن سے لے کر عنقوان شباب تک ہمیشہ سفر و حضر میں اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ اور کبھی اپنے سے جدا نہ فرماتے۔ آپکی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ فرمائی اپنے خلیفہ اجل حضرت مفتی محمد مسعود شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے درس حدیث دلویا۔ موصوف نے مندرجہ ذیل اجازت نامہ عطا فرمایا۔

اے نہ صرف حضرت سید صادق علی شاہ علیہ الرحمۃ کے حضرت مفتی محمد مسعود شاہ رحمۃ اللہ علیہ رقیہ کلمہ

# اجازت نامہ حضرت سید صادق علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

از

## فقیر الہند حضرت محمد مسعود شاہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله الذی جعلنا خیر الامم وهدانا الی دقائق القرآن  
 ووضح لنا معانیہ المشکلات بالاحادیث وعلینا البیان  
 والصلوة والسلام علی حبیب محمد بعثہ بالحج والتبیین  
 وعلی آلہ واصحابہ ذوالفضل والعرفان - اما بعد  
 فيقول العبد الضعیف الراجی الی رحمة ربہ المنان  
 رحیم بخش ملقب بہ محمد مسعود نقشبندی دہلوی  
 مدعو الی الغفران ان الجامع الماهر معانی الاصول  
 والکامل العالم دقائق المنقول، العارف معارف  
 الحقیقة، السالک مسالک الطریقة، الکاشف  
 غموض اسرار الالہیة، المهبط فیوض

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) سے درس حدیث لیا اور سند حدیث حاصل فرمائی۔ بلکہ آپ کے خاندان کے دوسرے

افراد نے بھی مکان شریف سے دہلی جا کر آپ سے درس حدیث لیا اور حدیث کی سندیں حاصل کیں مثلاً یہ حضرات

(۱) حضرت سید میر لطف اللہ رحمۃ اللہ علیہ (برادر خورد حضرت سید صادق علی شاہ)

(۲) حضرت سید کرامت علی رحمۃ اللہ علیہ (عم زاد برادر زادہ حضرت سید صادق علی شاہ)

(۳) حضرت مولانا مفتی میر غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ (ابن حضرت سید صادق علی شاہ) مسعود

النوار الالوهية هو سيدى المعتمدى وذخيرة  
يوى وغدى اعنى مولوى سيد صادق على عاهله الله  
بلطفه الخفى قراء صحیحى الشيخين من اولهما الى آخرهما  
والصحيح الترمذى من اوله فلما وجدته متقيا عادلاً ،  
ذكياً، فهيماً، عارفاً، سليماً اجزت له جميع الكتب الصحاح  
الستة والمشكوة المصابيح وغيرهم من الكتب الاحاديث  
فله ان يبلغهم ويدرسهم كما حصل لى الاجازة والسماعة  
والقراءة عن الشيخ المكرم بين الناس المعروف بين  
الاقران والانس مولانا محمد قطب الدين دام الله  
النوار فيوضه ساطعة وشمس الهداية طالعة قال  
وحصل لنا الاجازة والقراءة والسماعة من الشيخ  
الاجل النبيل والحبر الجزيل مولانا محمد اسحق  
محدث دهلوى حاجى الحرمين الشريفين نراهما  
الله تعالى بركاتهما والنوارهما وحصل له الاجازة  
والقراءة والسماعة عن الشيخ الاجل المكرم بين  
الافاق والمشتهر بالفضل والوفاق الشيخ عبد العزيز  
محدث دهلوى وحصل له الاجازة والقراءة والسماعة  
عن والدة الشيخ ولى الله بن الشيخ عبد الرحيم دهلوى  
وباقى الاسناد مكتوب على حدة ويوصى بتقوى  
الله تعالى وان اكرم الناس عند الله اتقيهم و  
يعمل الاحاديث والحفظ فان احسن الناس



عند الله يدعى لهم باحتساب التعصب والتعذت و  
 الرياء في الاقوال والافعال كلهم ولا بد ان يبلغ الكتب  
 الاحاديث من يليق بهم وارجو من الله تعالى ان ينفعه  
 في الدنيا والاخره ويرزقه احسن الجزاء واللقاء  
 وحسن الخاتمة ويحشره يوم القيامة في زمرة  
 الصديقين بحرمة الصديقين بحرمة خاتم  
 النبيين عليه الصلوة والسلام عدد المخلوقين  
 برحمتك يا ارحم الراحمين -

(آيات القیومیہ ص ۳۵۰-۳۵۱)

جب آپ تحصیل علم سے فارغ ہوئے تو میدانِ طریقت میں قدم رکھا اور تمام ہی خوبیوں  
 کو اپنے روحانی کمالات میں گم کر دیا اور اللہ تعالیٰ کے جمال و کمال کے عاشق ہو گئے۔ حضرت  
 امام علی شاہ صاحب نے آپ کو قابل اور مستعدِ کامل سمجھ کر آپ کی طرف نظرِ عنایت فرمائی  
 اور بہت سی خدمات آپ کو تفویض کیں۔ یہاں تک کہ اپنا خلیفہ اور جانشین بنا دیا اور تمام  
 اصحاب کبار اور خلفاء نامدار سے ان کو ممتاز کر کے خلیفہ مطلق اور صاحبِ سجادہ بنا دیا۔ چونکہ  
 سلوکِ باطن میں نسبتِ طریقہ احمدیہ غایتِ غایت تک اپنے والد ماجد سے حاصل کی اور  
 آپ کی توجہ عالیہ سے بلند مقامات و درجات تک پہنچے اس لئے طالبوں کی تربیت میں آپ کی  
 بڑی شان ہے۔ جس پر لطف کی نظر فرماتے ہیں اس کو ماسوا اللہ سے بیزار کر کے اللہ کا بنا دیتے ہیں  
 مشائخِ کرام میں ظاہری اور باطنی طہارت کے اہتمام میں آپ بے مثل ہیں۔ اخلاقِ حمیدہ اور  
 صفاتِ ملکبہ کے حامل ہیں اور مہذب و مؤدبِ فطرت کے مالک، اولیاء اللہ کے اخلاق و کمالات  
 آپ کی ذات میں مرکوز نظر آتے ہیں۔ کرم و سخاوت، مخلوق پر شفقت اور غریبوں کی اعانت ہیں

تو اپنے والد کے جمال و کمال کی یادگار ہیں۔ جو کچھ بھی فتوحات میسر آتی ہیں غریبوں اور مسکینوں کو دے دیتے ہیں۔ بس میں کیا لکھوں کہ قلم میں لکھنے کی طاقت نہیں۔ صورت و سیرت میں سلف عظام کی یادگار ہیں۔ اپنے سجادے کا پورا پورا پاس و لحاظ رکھتے ہیں، بہر دل کے محبوب و مقبول ہیں۔ اور بذل و ایثار، کشادہ پیشانی و فراغ دستی، عفو و درگزر، صبر و رضا، تفویض و تسلیم اور حلم و تدبیر میں تو آپ کا نظیر نہیں، «صاحب انفاس» کاملہ ہیں۔ جس کو جو کچھ کہہ دیتے ہیں، ہو ہو وہی ہو جاتا ہے۔

جب آپ کے والد ماجد حضرت امام علی شاہ صاحب نے کمالات عالیہ سے نواز کر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں خلافت و اجازت سے سرفراز فرمایا اور طالبوں کے ارشاد و ہدایت کے لئے آپ کو حکم فرمایا تو یہ اجازت نامہ عطا فرمایا جو بطور تبرک و ہدایت یہاں نقل کیا جاتا ہے :-

## خلافت نامہ حضرت سید صادق علی شاہ از

### حضرت سید امام علی شاہ مکان شریفی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله لمن جعل اجساد العارفين امرأة بظهور ذاته وخص بشر  
من مخلوقاته والصلوة والسلام على من ختم به النبوة وكل به الرسالة  
وعلى آله واصحابه الذين بدوا انفسهم واموالهم باعلام كلمات الله و  
اظهرها آياته - اما بعد

برسادات مشائخ و حضرات علماء راسخ اعلی اللہ تعالیٰ امرہم و شاہم روشن  
باد کہ ہر گاہ فرزند می صادق علی بلغہ اللہ سبحانہ الی افضی مدارح الرجال

داعیة سلوک طریق اہل اللہ توبہ و انابت بودہ مشغولی و زبید، در مبادی  
 حال نسبت جذبہ ویرا دریافت و رفتگیها و نیستیها رونمود تا کہ بدولت جذبہ  
 و سلوک مشرف گشتہ بامداد جذبات ربانی بساط مقام امکانی را طے کردہ بوصول  
 سیر در مرتبہ و جوب از مجاہدہ مشاہدہ و از سیر بطیر انجامید، و معائنہ الواح حق  
 و تخلق با خلاق اللہ بسن ربوبیت و الہیت و سرمدتیت و منظریت و معرفت  
 توحید علمی و عیانی و بحقیقت فنا و بقا پیوستہ سیر الی اللہ، و سیر فی اللہ، و سیر  
 عن اللہ و سیر فی الاشیاء را بانصرام رسانید چون جذبہ بر سلوک او مقدم است  
 و بہ تربیت مراد او مرتب شدہ و جذبہ عنایت نامتناہی او در تصرف بر مقبہ  
 رسیدہ کہ تربیت طالبان و تکمیل ناقصان را شاید۔ فرزند معزالیہ مجاز کردہ تا  
 طالبان خدا و سالکان راہ مولی را بحق جبل و علا دعوت نماید۔ سیل طالبان آن کہ  
 صحبت و خدمت و قبول نصیحت او را کبریت احمر تصور نمودہ منتج خلاصی از مسالک  
 و مشرق بر اسراقات الہی دانند۔ و وصیت کردہ شد بہ تربیت و نصیحت  
 و شفقت بر طالبان و مستعدان و بتقوی اللہ تعالی فی السرّ و الضرّ و رعایت  
 آداب الطریقتہ۔ امیدواری از فضل حضرت باری توالت عطیاتیہ آن کہ تادیرگاہ  
 او را در مقام ارشاد نگہداشتہ عالم را بفیوضات او مال مال گرداناد و بحر مہ  
 النبوی و آلہ الامجاد۔ ربنا انتا من لدنک رحمۃ و ہی لنا من امرنا  
 دشد او صلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد و آلہ المکرمین و  
 اصحابہ الطہرین د ائماً بید اسرمداً۔

کتبہ العبد المقتصر الی رحمۃ ربہ الغنی امام علی الحسینی السامری النقشبندی  
 المجددی عفی اللہ عنہ۔

یہ اجازت نامہ دے کر سجادۂ دستور شاہ پر آپ کو بٹھایا۔ آپ اپنی تمام تر توجہ طالبوں کی تربیت اور قابلوں کی تہذیب میں صرف کرتے ہیں۔ اپنے والد ماجد کی وفات کے بعد سے کئی سال ہو گئے کہ مسند ارشاد پر بیٹھے ہوئے مخلوق کو حق کی دعوت دے رہے ہیں۔ باوجود اس کے کہ آپ علوم عقلی و نقلی میں وقیع النظر ہیں اور باطنی معاملات میں بھی تیز نگاہ ہیں آپ کی حقیقت میں نگاہوں سے مریدوں کے احوال میں چھوٹی سے چھوٹی بات بھی پوشیدہ نہیں رہتی۔ ایک ماہر شکاری کی طرح جو ایک وحشی جانور کو مختلف طریقوں سے قید کرتا ہے اور پھر اس کو گرویدہ بنا کر مانوس کر لیتا ہے۔ اپنے طالبوں کی تربیت فرماتے ہیں۔ متابعت سنت اور عمل عظیمہ میں ثابت قدم ہیں، علوم شریعت میں آپ کا پایہ بہت بلند ہے اور اتباع و عمل میں آپ کا درجہ بہت بڑا ہے۔ باوجود کثرتِ جذبات آپ نے نہ کبھی رقص کیا اور نہ سماع، نہ ابتدا میں نہ انتہا میں نہ زیچ میں نہ آخر میں چونکہ یہ باتیں مقامِ رخصت کی ہیں اور آپ کا عمل عزیمت پر تھا۔ اسی طرح کبھی آپ نے ذکر جہر نہیں فرمایا اور شیطانیات صوفیہ سے بھی راہ سلوک کی ابتداء اور انتہا میں محفوظ رہے۔ آپ کے والد ماجد کی صحبت کی برکت سے آپ پر ایسی ایسی واردات و کیفیات اور حالات و مقامات گزرے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھے اور نہ کسی کان نے سنے اور نہ اس کا خیال ہی کسی انسان کے دل میں گزرا۔ یہ آپ کے تصرفات باطنی ہیں سے ادنیٰ درجہ کا تصرف ہے کہ جب آپ کسی مستعد مرید کے باطن میں تصرف فرماتے تو اس کو عالم بے خودی و بے شعوری میں پہنچا دیتے۔ اور رفتہ رفتہ سیرالی اللہ اور سیر فی اللہ کی سعادت، فنا فی اللہ اور بقا باللہ کی دولت سے سرفراز فرما دیتے۔ آپ کی صحبت میں بہت سے طالبوں کی حالتیں بدل گئیں اور وہ قرب و حضور و آگہی کے درجات پر فائز ہو کر طریقہ نقشبندیہ کی تعلیم کی اجازت لے کر لوگوں کی باطنی تربیت میں مصروف ہیں۔

# کرامات

۱۔ میاں جمال دین حسین بخش تپ محرقہ کے عارضے میں سخت بیمار ہوئے یہاں تک کہ زندگی کی آس بھی نہ رہی، اسی زمانے میں حضرت صادق علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ قصبہ دھرم کوٹ میں تشریف لائے۔ میاں جمال دین کی والدہ ماجدہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ غریب خانے پر تشریف لے چلیں اور بیٹے کے لئے دعائے صحت فرمائیں۔ آپ نے اسی وقت دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور صحت کی خوشخبری سنائی۔ چنانچہ معلوم ہوا جس وقت آپ نے ہاتھ اٹھائے تھے۔ اسی وقت سے مرض کے زائل ہونے کے آثار پیدا ہونے لگے اور دوسرے روز شفائے کاملہ حاصل ہو گئی۔

۲۔ منشی نواب دین ضلع دار آپ کے خاندان سے خاص تعلق رکھتے تھے۔ ایک دفعہ ایسا ہوا حاکم وقت نے دشمنی کی وجہ سے یہ الزام لگایا کہ نواب موصوف نے زمینداروں سے رشوت لی ہے چنانچہ دو سال قید کا حکم سنایا گیا اس کے علاوہ دوسری مصیبتوں میں مبتلا کیا گیا۔ من جملہ ان کے ایک یہ مصیبت کہ آپ پر ایک ہزار روپے بطور جرمانہ عائد کئے گئے اور عہدے سے برطرف بھی کر دیا گیا۔ جب ضلع دار صاحب کے رشتے داروں کو اس حادثے کا علم ہوا وہ حضرت صادق علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارے حالات عرض کئے آپ نے اسی وقت فرمایا:-

”غم نہ کرو تینوں حکم منسوخ ہو جائیں گے اور اللہ کے فضل و کرم سے وہ اپنے عہدے پر بحال ہو جائیں گے“

چنانچہ جو منشی حاکم بالانے مثل اپیل دیکھی تو اس نے اسی وقت تینوں حکم منسوخ کر دینے پہلے تو سزا سے رہائی کی خوشخبری ملی اس کے بعد جرمانے کی رقم کی واپسی کی خوشخبری ملی اور اسی کے ساتھ ساتھ ضلع دار کی عہدے پر دوبارہ بحال ہونے کی خوشخبری ملی۔ حضرت کے

فرمان کے پندرھویں روز منشی نواب دین صاحب نہایت خوش و خرم خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور آپ کی دستگیری اور مشکل کشائی کا شکریہ ادا کیا۔

۳۔ ایک شخص ایک بیمار نچر کو لایا اس کا جسم اس طرح کانپ رہا تھا کہ ایک لمحہ کے لئے بھی سکون نہ ملتا تھا، اس کے جسم سے پسینوں کے قطرے ٹپک رہے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اسی وقت وہ بے خود ہو کر اوندھے منہ گر پڑے گا۔ راقم الحروف (مولوی احمد علی دھرم کوٹی) حضرت صادق علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ نے اس کو مہربانی اور شفقت کی نظر سے دیکھا اور فرمایا یہ نچر تو ٹھیک ہے۔ کیا دیکھتا ہوں آپ کے فرمانے کے بعد نہ وہ کانپ رہا تھا اور نہ اس کے جسم سے پسینہ ٹپک رہا تھا گویا کہ بالکل تندرست ہو گیا تھا۔ نچر والا یہ دیکھ کر بہت ہی خوش ہوا اور آپ کے آستانے کی خاک اپنے منہ پر ملتا ہوا اس نچر پر سوار ہو کر چلا گیا۔

۴۔ ایک روز حضرت صادق علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکان شریف میں بیٹھے ہوئے تھے ایک مصیبت زدہ عورت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور زار زار رونے لگی، اس نے عرض کیا کہ میرے بیٹے کو بغیر کسی جرم کے عمر قید کی سزا ہو گئی ہے۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں، خدا را میری مشکل کشائی فرمائیں۔

مشکل بہ توجہ تو آساں

آساں بہ تغافل تو مشکل

حضرت سید صادق علی شاہ صاحب نے اس مصیبت زدہ عورت پر کرم فرمایا اور فرمایا کہ آج کے بعد مقدمے کے سلسلے میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کرنا اللہ کے فضل و کرم سے یہ مشکل حل ہو جائے گی۔ چنانچہ کچھ عرصہ نہ گزرا تھا اس کی رہائی کی خوشخبری ملی اور اصل مجرم کو اوقیہ کی سزا سنائی گئی۔

۵۔ آپ کے عہد مبارک میں سینکڑوں ایسے آدمی جن کے باں لڑکے ہوتے اور مرجاتے

آپ کی دعا کی برکت سے ان کے بیٹے جینے لگے۔ جس روز سے آپ اپنے والد ماجد کی مسند پر رونق افروز ہوئے، متلاشیانِ حق آپ کی طرف کھنچ کھنچ کر آنے لگے اور آپ کی توجہ کی برکت سے بہت سے لوگ کامیاب ہو گئے اور ہو رہے ہیں۔ بفضلہ تعالیٰ سلب امراض میں آپ کی توجہ اکسیر اعظم کا حکم رکھتی ہے۔

۶۔ راقم الحروف (مولوی احمد علی دھرم کوٹی) کہتا ہے کہ ایک روز حضرت سید

صادق علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ غریب خانے پر تشریف لائے میں نے اپنے برادر زاد سید رسول کے نومولود بیٹے کو نام رکھنے کے لئے آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ میرے دل میں یہ بات آئی ہی تھی کہ اگر غلام رسول یا آل رسول اس کا نام رکھیں تو بہت ہی اچھا ہو، پہلے تو آپ نے فرمایا غلام رسول اور پھر فرمایا آل رسول اور اس کے بعد فرمایا کہ ہم نے اس نومولود کا نام آل رسول رکھ دیا ہے۔

۷۔ چوہدری رحمت خاں صاحب ذکر کرتے تھے کہ میرے بیٹے علی گوہر کا بیٹا سخت

بیماری میں مبتلا ہوا بہت سے حکیموں کا علاج کیا۔ مگر کوئی فائدہ نظر نہ آیا آخر کار حضرت سید صادق علی شاہ صاحب کی خدمت میں عرض کیا گیا اور علی گوہر کو آپ کی خدمت میں روانہ کیا جب علی گوہر آستانہ عالیہ پر پہنچا تو آپ کی توجہ کا طالب ہوا۔ آپ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا کہ جلد واپس لوٹو اور دیکھو مرض زائل ہو گیا ہے اور شفا کے کامل حاصل ہو گئی ہے۔ پس علی گوہر کے واپس پہنچنے کے بعد بچے کی صحت اور حضرت کی دعا کے وقت کا حساب لگایا گیا تو معلوم ہوا کہ بچہ اسی وقت سے صحت یاب ہونا شروع ہوا جب آپ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تھے۔

۸۔ چوہدری سردار ملّا ج جو آپ کے معتقدوں اور نیاز مندوں میں سے تھے۔ ذکر کرتے

تھے کہ ایک روز حضرت سید صادق علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کشتی پر سوار تھے۔ ایک زمیندار ایک تر بوز لے کر آیا، میرے دل میں یہ بات آئی کہ ان تر بوزوں میں سے دو تر بوز مجھ

# تفسیرتی

من البصیف عسامة دوران یگانہ زمان کاشف  
حقائق قرآنی واقف دقایق کلام ربانی فرد الافراد  
قطب الارشاد سید السادات جناب حضرت سید صادق  
شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ سجادہ نشین  
وخلف الصدق امام الاولیاء بہمان الاصفیاء حضرت سید  
شاہ صاحب فخر القہر مضمجہ ساکن گلان شریف از مضافات  
پنجاب خلع گورداس پور ملک پنجاب



# يَا فِتْحَہ

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مخفی نماںد کہ عبارت عالی بشارت نظم قرآن یکجدا کہ ہر حرف از دریاے است شرف  
 حاصل سے جو اید شکر متضمن الذراع معانی غریب اوصاف مضامین عجیب کہ صاحب اندیشہ  
 پیرایان محیط کلمات لرزے ادنیٰ تواند گشت دہر فکر پیشہ رایا رگاہ عزت ادنیٰ تواند سرد اپیایات  
 قرآن کہ محیط آمدہ ہر حرف کو نین ہفتہ بین بھر حرف  
 ہر حرف از دجان معنی سر منزل کاروان معنی  
 ہر نقطہ از راہ اعجاز خندق ہزار گوہر راز

و بموجب حدیث نبوی کہ للقرآن ظہوراً و لبطناً <sup>بطناً</sup> ربطنا الی سبعة البطن اہل ظاہر ہر از دریا  
 دیگر است و ارباب باطن را حظ دیگر عالی ہفتہ ان معیار منش کہ از ہماں خانہ سیر البشان در یکہ بر رگاہ  
 تعلق قرآنی مفتوح شدہ از ہر آیت کہ ~~بمغنیات~~ <sup>بمغنیات</sup> اسم الہی ہے ہر ندویہ مقتضای استاد  
 فحوائی کہ یہ یا ایھا الذین امنوا امنوا باللہ و رسوله از دولت باطن البشان ہر تو مے اندازند  
 در باب سلوک را با ایمان حقیقی ارشاد مینما بتد ظاہر است کہ دعوت مومن با ایمان کھیل حاصل است  
 پس البتہ سوائے ایمان ظاہر ایمانی باطنی است دان ایمان ہر اہستہ ہر اتب دارد سر نہ بخشش  
 ان تصدیق علم و حدۃ الوجود است و مبداء سورۃ غم ہمانا درین باب واقع است چنانچہ میفرماید  
 لَمْ یَلِدْ کُلٌّ مِنْ شَيْءٍ لَّا يَرْجُوا كِسْفَ السَّمَوَاتِ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ  
 از چیز بزرگ و این خبر عبارت از حدۃ الوجود است یا

کہ جہان نیست ہر یکے موجود یا کمرہ از صد ہزار شکل نمود  
 یعنی جمع از مبتدیان سبیل سلوک کہ در سبیل سلوک طلب قدم زدہ اند سوال میکنند از یکدیگر

از سوکس خواه استغاده مشروح باشد و خواه نفس دستغاده برائے التبت که بخوابد همواره سکنزنگ که  
 شهر حضور بوده و ساجل افانت لقمه شش تبناات غیر نما نای آید و قملانی رحیق ساغزش بندای کتشت  
 غیریت یغوش میگذرد و آنچه غالبه صد بقدر رضی الله عنہا و عن ابیہا نقل میکتد که اثران سدره در میر نقصان الصلوة  
 نقاس نمود که ای صد نشین کفیل نفس گاه خاطر ام جران بیدرد که شمار او غیر هر سوسه خراج عم آن سدره در فرود  
 یزاسی کالی الطمان اجبات روز پس حال بزده به دست در حالت بود رسول و در کمال با نغم بود در حین انانیت  
 رسول که تشریحی وقت فدیه الما چون عایشه رضی الله عنہا انما باب تلمیح در کمال بود و اقتضای وقت بود  
 تلمیح مکتوبه در وقت غایت مقامت مبت سوسه دانست همانا آن سدره در عالم بید سلام

سوسه و التبت توین معنی الزکمال ایمان است و معنی  
 سوسه و التبت توین معنی الزکمال ایمان است و معنی

# تلمیح

الحمد لله والمننت که درین ایام منینت التیام نقل تفسیر صادقی از تصنیف انیف  
 حضرت والا منقبت سید صادق علی شاه صاحب نور الله مرقدہ بحکم شاه زیجاہ  
 عالم پناه خواص بحر حقیقت شناور در ریای معرفت افضل العلام  
 اکمل الکلام زبده العارفین مولانا شاه حاجی محمد رکن الدین -  
 نقشبندی مجددی سودی الوری ادا م الله فیوضهم کجبت  
 کتبت خانہ خواص بخط سیربط احقر الزمان حافظ  
 ابو سعید خان خادم آستانہ بتاریخ کتبت بجم  
 شہر محرم الحرام ۱۳۳۵ھ بروز جمعہ  
 صورت انعام  
 یافت



مزار مبارک حضرت فقیہ الہند مفتی محمد مسعود شاہ محدث دہلوی درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ دہلی

# فقیر الہند حضرت محمد مسعود شاہ صاحب دہلی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ طریقت

## حضرت مولانا محمد رکن الدین شاہ صاحب الوری

آپ سید امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے اعظم خلفاء میں سے تھے۔ آیات القیومیہ کے مصنف مولوی احمد علی دھرم کوٹی نے آپ کو ان القاب سے نوازا ہے۔

در امام اہل قربت و نہایت، ہادی طریق درج نہایت در بدایت، مقتدائے

ارباب یقین، مجتہد علمائے راہنہ، محی سنن نبوی، مخبر احادیث مصطفوی،

شیخنا و مولانا محمد مسعود دہلوی مد اللہ ظلہ افضالہ و نوالہ علی مفارق المرشدین۔

حضرت مسعود شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ عالم و عامل اور عارف و کامل تھے کتاب و سنت

کے حقائق و علوم حل کرنے میں آپ کی شان بہت بلند تھی اور صوفیاء و اولیاء کے ملفوظات

کی باریکیوں کی شرح کرنے میں آپ کا رتبہ بہت ہی برتر تھا۔ آپ کو راہ ہدایت کے لئے ایسے

مرشد کی تلاش ہوئی جو علم و عمل اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال متابعت میں ظاہری و باطنی

طور سے آراستہ و پیراستہ ہو چنانچہ اسی تلاش کے دوران جب آپ نے حضرت سید امام علی شاہ

رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف و توصیف سنی تو آپ خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے۔ چونکہ آپ کی

روشن پیشانی سے سچی الادت و اعتقاد کے آثار اور رشد و ہدایت کے انوار ظاہر تھے بلکہ روشنی

سے بھی زیادہ روشن تھے تو حضرت امام علی شاہ صاحب نے بغیر کسی توقف کے اپنے دامن سے

وابستہ کر لیا اور ذکر اسم ذات کی تعلیم فرمائی یہاں تک کہ آپ کے جسم و جان اس ذکر کی لذت

محسوس کرنے لگے۔ حضرت امام علی شاہ صاحب نے مختلف قسم کے الطاف و عنایات سے آپ

کو ممتاز فرمایا۔ حضرت امام علی شاہ صاحب کی خانقاہ میں جتنے بھی سالکان طریقت آئے ان

کے مقابلے میں آپ میں خاکساری و عاجزی، اخلاص و ادب اور خدمت گزاری کا جو جذبہ دیکھنے میں آیا ایسا کسی میں نہ دیکھا۔ اسی عاجزی و انکساری سے حضرت امام علی شاہ صاحب کی ظاہری توجہ اس قدر آپ کی طرف تھی کہ دوسرے کسی مرید کی طرف نہ تھی۔ آپ کے رتبے کی انتہا کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ سات ماہ کے اندر اندر سیر الیٰ اللہ اور سیر فی اللہ کی سعادت اور فنا و بقا کی دولت سے بہریاب ہو گئے اور آپ کو تعلیم طریقت اور خلافت سے نواز کر طالبان حقیقت کی تربیت و ہدایت کے لئے دہلی رحمت فرمایا اور یہ خلافت نامہ عنایت فرمایا۔

## خلافت نامہ فقیر الہند حضرت مسعود شاہ محدث دہلویؒ

از

## قطب عالم حضرت سید امام علی شاہ مکان شریفی رحمۃ اللہ علیہ

الحمد للہ علی نوالہ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد و آلہ۔  
 اما بعد۔ برضما صفت نظائر ارباب علم و عرفان مکشوف و مبرہن بادکہ جامع فضائل عقلی و نقلی مولوی محمد مسعود دہلوی زاد اللہ انوار قلبہ ہر گاہ کہ بداعیہ سلوک طریق اہل شاہ داخل طریقہ نقشبندیہ مجددیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہا ایسا گرویدہ بوزرش مامورہ مشغول و زیدہ در مبادی احوال عنایت ازلی متکفل حال او گشت و نسبت جذبہ و پیرا دریافت و انوار و اسرار بہر لطیفہ از لطافت پنج گانہ بردش یافت از سیر در اصول آں ہادر تجلیات آناری و افعالی و صفاتی مستہلک گردید تا آنکہ بقوت امداد جذبات بساط نفی و دائرہ امکانی را کہ عبارت از سیر الی اللہ است طے کردہ از معارج قلبی و مدارج روحی بعالم کشف و عیان رسیدہ و میشاہدہ انوار حقائق فنا معائنہ اسرار و دقائق بقادر مقام سیر فی اللہ پیوست

چنان کہ از اوصاف بصفات ربوبیت، بسنن سردیت و منظریت و کلیت از عود بصفات بشریت ایمن شد، سر بیان این نسبت در روحانیہ از اوصاف طبیعت، بر آورده فانی مطلق سائنس، و این فنا محض موصیبت است در جوغ از موصیبت لا یلیق بحیات قدسہ تعلق پس بدریافت تمکین او در مقام تکمیل او را اجازت کرده تا طالبان را بحق بجناب دعوت نماید و بہ تربیت مستعدان پردازد چون طریق ارشاد و مقامات بنظر عیال دید بجزتہ البرکت تصرف او بہ مرتبہ سیدہ کہ مداوای علیہ ان بستر غفلت تواند کردن، طریق طالبان آنکہ او را در کمالات مرقومہ واثق دانستہ صحبت کثیر البرکت او را مغتنم انگارند کہ بواسطہ صحبت آثار تصرفات الہی و اسرار جذبات نامتناہی در بواطن خود ہایافتہ در احدیت مستہلک و متلاشی خواہند بود و وصیت کردہ شدہ بتمسک کتاب و سنت و عمل بعزیمت و اجتناب از بدعت و التزام ورع و تقویٰ و احترام از صحبت اغنیاء، امیدوارے از کرم او سبحانہ آن کہ او را بواسطہ احیاء بسنن رسول انس و جان و ذریعہ بقائے نسبت حضرت خواجگان عالی شان گرداناد: بحرمت کمال اولیائے من الابدال والاولاد۔ رَبَّنَا اِنْتَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةٌ وَهِيَ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشْدًا۔

آج جب کہ ۱۲۹۲ ہجری ہے آپ دہلی میں جو اکابر اولیاء کا قدیم وطن ہے حضرت امام علی شاہ صاحب کے ارشاد کے مطابق طالبوں کی تربیت و ہدایت میں مصروف ہیں آپ کے فیض رسانی کے انوار اور فائدہ رسانی کے برکات دن بدن بڑھتے جلتے ہیں اور آپ کی ذات سے بہت سے لوگ ہدایت و تربیت پارہے ہیں اور سالکان طریقت کی دوسری جماعت علوم دینی سے بہرہ ور ہو رہی ہے اور سالکان طریقت کی دوسری جماعت آپ کی برکتوں سے بہرہ ور ہو رہی ہے آپ کی ذات و بابرکت سے بہت سے خلفاء صاحب وقت صاحب حال بن گئے۔

حضرت امام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری و باطنی توجہ جو آپ کی طرف

تھی وہ کسی مرید و خلیفہ کی طرف نہ تھی آپ کے رتبے کی بلندی کا اسی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ حضرت امام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نظر عنایت جس انداز سے آپ کی طرف مبذول تھی۔ دوسروں کو دیکھ دیکھ کر اس پر رشک آتا تھا۔ حضرت مسعود شاہ رحمۃ اللہ علیہ اکثر اوقات مجلس شریف میں حاضر رہتے جب آپ مجلس میں ہوتے تو حضرت امام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ عجیب عجیب نکات و کلمات بیان فرماتے۔ ایک روز اہل محفل میں سے کسی کے دل میں یہ بات آئی کہ جب حضرت مسعود شاہ صاحب مجلس میں ہوتے تو حضرت امام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہایت ہی ذوق و شوق سے معارف بلند بیان فرماتے ہیں اور دوسرے کسی وقت ایسے معارف بیان نہیں کرتے تو آپ نے فرمایا:-

”غالباً معارف و حقائق کے بیان کرنے میں خود سامع کی برکت بھی شامل حال ہوتی ہے“

د ص ۳۷۷

## اضافہ مرتب

حضرت فقیہہ الہند مفتی محمد سعید شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد جامع فتح پوری، دہلی میں ایک عرصے تک امامت و خطابت، درس و تدریس، رشد و ہدایت اور فتویٰ نویسی کے فرائض انجام دیئے۔ ۱۰ رجب المرجب ۱۳۰۹ھ / ۱۸۹۲ء کو دہلی میں آپ کا وصال ہوا اور حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ کی درگاہ میں مدفون ہوئے۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے فرزند اکبر حضرت مولانا احمد سعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین ہوئے، پھر آپ کی وفات کے بعد حضرت فقیہہ الہند کے پوتے حضرت مفتی اعظم ہند علامہ مفتی محمد مظہر اللہ رحمۃ اللہ علیہ (ابن حضرت مولانا محمد سعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ) سجادہ نشین ہوئے۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت علامہ مفتی محمد شرف احمد رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین ہوئے اور ان کے انتقال کے بعد ان کے صاحبزادے مولانا حافظ قاری محمد آصف جاہ سلمہ اللہ تعالیٰ قائم مقام ہوئے لیکن حضرت مفتی اعظم کی مسند پر اس وقت آپ کے پوتے مولانا حافظ قاری مفتی محمد کریم احمد سلمہ اللہ تعالیٰ (ابن حضرت مولانا حافظ قاری محمد احمد رحمۃ اللہ علیہ) رونق افروز ہیں۔ آپ حضرت مفتی اعظم سے بیعت ہیں، ہر چہ اسلائل میں اجازت و خلافت حاصل ہے۔ امامت و خطابت و رشد و ہدایت اور فتویٰ نویسی کے فرائض آپ ہی انجام دے رہے ہیں۔

حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے فرزند اکبر حضرت علامہ قاری حافظ مفتی محمد مظہر احمد سلمہ ۱۹۳۷ء میں پاکستان آکر کراچی میں مقیم ہو گئے تھے، آپ بمتحر عالم و فقی تھے، حضرت مولانا محمد رکن الدین شاہ الوری علیہ الرحمہ سے بیعت تھے، خلافت و اجازت حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ



اور حضرت علامہ مفتی محمد محمود الوری دامت برکاتہم العالیہ سے حاصل تھی۔ اب آپ کے صاحبزادگان  
 آپ کی یادگار ہیں۔ خصوصاً جناب حافظ قاری محمد ظفر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ جو آپ کے  
 قائم مقام اور جانشین ہیں۔

حضرت مفتی اعظم کے سب سے چھوٹے صاحبزادے مولانا ڈاکٹر محمد سعید احمد سلمہ اللہ تعالیٰ  
 درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین اور مسجد شریف کے خطیب ہیں۔ یہ  
 سعادت بھی اس خاندان کے حصے میں آئی۔



# فتویٰ در سماع موتی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## استفتاء

چه میفرمایند آنکه دین کلمه‌ی مسلم در قبر و قدرت سماعت دارد یا نه - و بر قبرش السلام گفتن بایه یا نه - و خواص دعای

از روح او بیاد آرام استقباض میشود یا نه - و بر قبر او شان چه باید کرد - و بر قبر عالمه موسیبن چه باید کرد جنوا باله لیل نوجوا من الجنه

## الجواب

بسم الله الرحمن الرحيم و صلوات الله وسلامه وبركته عليه و آله و سلم و قد سئل عن سماع موتی بل یخبر به و انما یخبر به خواص قدرت سماع و بهیچ

در تفسیر بیست و نهم علیه السلام عن ابی طلحة ان النبی صلی الله علیه و سلم امر بر اهل قبته فمشوا علیها علیها ثم مشوا و انهم اصحابه حتی قام

علی شفا الرکی فوجعل بنا و بهم با سماء ابائهم یا فلان بن فلان یا فلان بن فلان یا فلان بن فلان انکم اطعمتم الله و رسول الله فانا

قد وجدنا ما وعدنا ربنا حقاً و وجدتم اعداءکم حفافاً قال عمر یا رسول الله ما نکلم من اجساد و لدواع لها قال النبی صلی الله علیه و سلم

والذی نفسح بیده انتم باسمع لاقول شهره و فی روایتها ما انتم باسمع منهم و کنن لایحییون متفق علیه لیس ازین حدیث منفی علیه

تأبث و برده که اموات می شنوند بهیچ کفانی حیاض گفتند و احتیاج نوده او را امام النووی شایخ مسلم قال القاضی کمال ساع

عکس از فتاویٰ مسعودی رساله سماع موتی کا پہلا صفحہ

ابن جریر و جناب جامع عمر بن الخطاب کرامی ربیبم ابو عبیدہ بن الجراح و عبد الرحمن بن عوف فقال النعم عنینا من  
 شوخرا فقال عمر دعوا اباعبد اللہ فلیغن من بیات فوادہ یعنی من شعورہ قال فما زلت اغنیهم حتی کان السحر فقال عمر  
 ارفع لسانک فقد اسحرنا انتی و درہمین ازالت الخفا لقلذ ازرو صفة اللہ صباب نوشتہ است بزوات جابر بن عبد اللہ و حالہ  
 حضرت علی بن ابی طالب و اشعار شہدن و گریہ کردن و رفت نمودن حضرت عمر کہ امیر المؤمنین عمر شہیدی گذر کرد و بجزئیہ از انجا صد  
 فرسین می آمد اشعار علی محمد صلوات اللہ برارہ فیصلی علیہ المصطفون الذیبارہ قد کنت فوآنا البکار الکفار الذیبارہ یا بیت شعری و النبا الطوار  
 اهل کجمنی وحی الدارہ گریہ بر امیر المؤمنین علیہ کرم و بجز از بلند بگریست و مکرار گویندہ انرا ملک و و مکر رفت نمود باز گفت  
 عمر درین ابیات و بجز نما و عمر فاعفر لہ یا غفار۔ پس خدا صدمم آنکہ فی زمانہ کہ مقصودہ غنا با نما بر و رقص و سرود و بیلندہ  
 و سماع متقدمین جائز است لدر بقیہ کما فی العالم کبریہ۔ سئل الملوکی عن السماع و القول و الرقص الذی یفعلہ المنصفون  
 فی زمانہ احرام لاجوز القصد الیہ و الجوس علیہ و هو العناء و المزامیر و جوز اهل التصوف و اصحابو بالفعل المشایخ من قبلہم قال  
 ان ما فعلوہ غیر ما یفعلہ ہود و کان فی زمانہم ربما یبشد واحد شعرا فیہ معنی یوافق احوالہم فیوفقہ و من کان بہ قلب رفیق اذا سمع  
 کلمہ نوافق علی امر ہو فیہ ربما یبغض علی عقلہ فبقوم من غیر اخبار و تخرج حرکات منہ من غیر اخبار و ذلک مما لا یستبعد ان یقولہ  
 جائز اما لایؤخذ بہ و لایظن المشایخ انہم فعلوا مثل ما یفعل اهل زمانہ من اهل الفسق و المباحین و الذین لا علم لہم با حکام الشریع  
 و انما ینسک بافعال اهل الدین لکن فی جوارہم الفسادی بہ اما علی ربی و علم الصواب عند ربی و علی الذکاکی خیر خلقہ محمد و آلہ و سلم  
 بیایں ہشتم ربیع الثانی ۱۳۱۵ ہجری بم غنیمتہ مطابقی ۱۹ اکتوبر ۱۹۰۲ ہجری بم مقام ہرودی افضیام یافت کتبہ ضعف الیم محمد عظیم  
 عرض نقش است ز مایا و ماندہ بگریہ ہستی دامن بنم بقایہ بجز بگر صاحبہ یار روزیہ بر صحت نہ کند و کار ابن مسکین و عایب  
 عکس از فتاویٰ مسعودی رسالہ سماع و غنا کا آخری صفحہ

# اختتامیہ

پیش نظر کتاب، آیات القیومیہ (مصنفہ مولانا احمد علی دھرم کوٹی) کے بعض حصوں کا اردو ترجمہ اور خلاصہ ہے۔ یہ کتاب عجلت میں مرتب کی گئی۔ عجلت کی وجہ سے ضروری حواشی کا بھی اضافہ نہ کیا جاسکا اس لئے ضروری سمجھا گیا کہ ایسے ماخذ کی نشاندہی کر دی جائے جن کے مطالعہ سے قارئین کرام کو مندرجہ ذیل حضرات اہل اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے تفصیلی حالات معلوم ہو جائیں :-

- ☆ ————— حضرت سید امام علی شاہ
- ☆ ————— حضرت سید صادق علی شاہ
- ☆ ————— حضرت مفتی محمد مسعود شاہ
- ☆ ————— حضرت بابا امیر الدین
- ☆ ————— حضرت مولانا محمد رکن الدین شاہ الوری
- ☆ ————— حضرت شیر محمد شر قپوری
- ☆ ————— حضرت مفتی اعظم محمد منظر اللہ شاہ دہلوی



# مآخذ

۱۔ احمد علی دھرم کوٹی، مولانا: آیات القیومیہ (مخزونه خانقاہ عالیہ، بھلیہ شریف، پنجاب، پاکستان)

۲۔ سردار علی احمد خان: حضرات نقشبندیہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۲ء (انگریزی)

۳۔ غلام سرور لاہوری، مفتی: حدیقتہ الاولیاء مطبوعہ لاہور

۴۔ قائم الدین قانونگو: ذکر مبارک، حصہ اول، مطبوعہ لاہور

۵۔ محمد اشرف مجددی، مولانا: ذکر مبارک، حصہ دوم، مطبوعہ لاہور

۶۔ محمد امین شرتپوری: اولیائے نقشبندیہ، مطبوعہ لاہور

۷۔ محمد محمود شاہ الوری، مفتی: مصباح السالکین، مطبوعہ دہلی ۱۹۳۶ء

۸۔ محمد زبیر، ابوالخیر: بزم جاناں، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۰ء

۹۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر: تذکرہ منظر مسعود، مطبوعہ کراچی ۱۹۶۹ء

۱۰۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر: مکاتیب مظہری، مطبوعہ کراچی ۱۹۶۹ء

۱۱۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر: حیات مظہری، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۰ء

۱۲۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر: فتاویٰ مسعودی، (زیر طبع)

۱۳۔ محمد ہدایت علی نقشبندی: معیار السلوک، مطبوعہ کراچی

۱۴۔ محمود شاہ الوری، سید: حیات ارشاد، مطبوعہ دہلی

۱۵۔ محمد ظفر اللہ خان: تذکرہ بے مثل راجگان راجور، قلمی

۱۶۔ محمد ظفر اللہ خان: شجرہ انساب پیران طریقہ نقشبندیہ مجددیہ،

مطبوعہ مطبع سکندری، ۱۲۷۶ھ / ۱۸۵۹ء

# غزل حضرت شاہ حسین سرمست

شیخ طریقت

## حضرت سید امام علی شاہ مکان شرفی

بہر سوتے کہ رو آرم جمال یار می بینم  
 ز عکس عارض شمس چناں جلوہ نمایاں شد  
 پختستان و گلشنہا ز حسن گل عذار او  
 چو ذوق او بدل رفتہ ہمہ عالم برقص آید  
 ہزارا نہا چو مجنوں شد ز عشق لیلیٰ رویش  
 چشمیم جرعه وحدت ز زکس چشم مست او  
 ز برق آتش عشقش درون جگر مشتاقاں  
 ز حسن قدس ابرویش ہلال عید تاباں شد  
 بہر طرزے کہ اندیشیم رخ دل دار می بینم  
 ہزاراں نازنین، گل رو، پری رخسار می بینم  
 چہ سرو ولالہ و سنبل بنفشہ زار می بینم  
 چہ مرغ و مور ماہی ہادر و دیوار می بینم!  
 جہاں شد مست و مدہوشے عجب اسرار می بینم  
 ز ساغر چشم مخمورش جہاں رخسار می بینم  
 شدہ صد شعلہا بالا و چوں گل نار می بینم  
 ز دور چشمش آہو ہا ہمہ سرشار می بینم

بذوق دل غزل گفتن بود کار تو اے سرمست

زبان در فشاں تو چہ گوہر بار می بینم

(آیات القیومیہ، ص ۱۹۸)



رسالة سید محمد اخی القیوم و مسیبه شریف

الحمد و الشکر لعلی القیوم الذی سمیت لابی بنیاد شاد اندیش و اطلعم علی اسرار افکنون و الحقایق و اظهر علی  
 ایزیم آیت الله علیه علی قیومیة و معرفتہ اجمیل سبحان من لم یجعل للخلق الله الا بالبحر عن معرفتہ البسیل نظم  
 آن نثاره محایف غیب بنامش آغاز نامه لاریب بدان گشایند خزان حردیوان نایند ره مقصود و بناکر زمانه  
 و جز تر از این مقام بملک ذوالجلال و الاکرام بمصطفی ستمش عیان هر صومیه آیت لاله اله هو با عقل کل در پیش سروران  
 و حده لا تبریک له کو بیان و السلوۃ انتم و السلام ان کل علی سید البسیل و حبیب الجلیل مرکز دایرة الاحوال  
 و محور محیط التفصیل ذوالسبع المثانی صاحب مفتاح الثوانی حامل لوا و انوار علی واقف اسرار قافوسین  
 او ادنی سیدنا و مولانا محمد مصطفی المشیر فی الخوریه و الایضی الذی حفه الله بالوحی و التقریل و جعل  
 علیه امنه کابنیا و اسرائیل فظلم قایم الطریق بالهدی و العون بشاه اولادک بخلقت کون بنقد یزید سلطین  
 ای لوح خوان ما ادعی بلوح تعلیم با کرمه برینیم ز اسرار لوح داده خبره قلم لوح بودش اندر شست بنیاد  
 نقر سوس از قلم گشت تو علی اله القایم عنده فی مقامه و احواله صاحب الارشاد و الکلمین و صیبه التائبین متابعین  
 اقواله و افعاله و احب لاجلال و التبجیل و علی من ابهیم و تبع ما بهیم رضوان الله علیهم اجمعین فی کل  
 ابکرة انهم یحیل الابد کترین مدتمن الطاف یزدی خاکبای درویشان بن ولیم مشهوری محمدی عفران و

سید محمد اخی القیوم  
 سید مسیبه شریف  
 سید محمد اخی القیوم  
 سید مسیبه شریف  
 سید محمد اخی القیوم  
 سید مسیبه شریف

صفحه آخر آیت القیوم مسند رتبه اجماع و کرمی

الحمد لله ان شاء الله که این مجربترین نسخه کتاب آیات بطور مستقیم از من ابرو غیب حضرت سرور انبیا صلی الله علیه و آله و سلم است  
 در حال غیبت و در وقت ظهور استجری با تمام سیدیه و مقصود این کتاب اینست  
 هر چند که جمع این آیات هیفتی است که هر یک کبریت آیات و دریت است و در وقت ظهور استجری است  
 و مردکی است از دیده ولایت کاروان کز تر قیل و یل است و عیال است و عمت بنود لیکن برکت ذکر اخلاق  
 و بیان مقامات و احوال کرم لغائی که بخدمت صدق و راه بادیه طلب راه سپرده اند و در طلب طلب است  
 و در کار جوانی که مرانی در مانده اند و بی بکنه مطلوب برده اند این دولت سنی و نعمت سنی حاصل شده است که  
 این آیات بیست و یک حرکت است <sup>افعی نفلکات</sup> یوم العالم حضرت خواجہ دام علیہ که نزد صیغه بی بی نطق صدور یافته بر ما طین  
 اسرار است کثرت کرد چون این کنگار در نشان او کار بجز محبت سرور دین دنیا و مودت طایفه عالم  
 سلطان طریقت بر کاتب علمین غر شانه بیج و سبلی میزند دست صدق و در ادات به امان مرحمت زمان جمع است  
 خواجگان عالی نعتند و اندر قدم است از روزه بندین اوقات خود را بجا می آورند و غلبه غلبه که پرورده و از جانب  
 عفت برداشته است <sup>نفسی است</sup> از اصل نافع صرف نموده کتاب القوسه فتح نموده برین امید تا شاید بصدقه المرحوم  
 نه داد زمره دوستان و بجان محنت کرده اند بلطف عظیم خویش و آخر دعوی این الحمد لله رب العالمین و صلی الله علیه و آله  
 علی خیر خلقه محمد و آله و صحبه اجمعین تسلیما کنز کثر

معاد اول آیات التجربیه معده لکنا اوصی و امر کون



# مؤلف کی دیگر کتب

تصنیف	۲۰۔ عاشق رسول	ترجمہ اردو	۱۔ حیدرآباد کی معاشی تاریخ
"	۲۱۔ حیات فاضل بریلوی	"	۲۔ تمدن ہند پر اسلامی اثرات
"	۲۲۔ شاعر محبت	تالیف	۳۔ شاہ محمد غوث گوالیاری
"	۲۳۔ تحریک آزادی ہند اور السواد الاعظم	"	۴۔ دائمی تقویم (برائے کراچی) ترتیب و تحشیہ
"	۲۴۔ محبت کی نشانی	"	۵۔ مظہر اخلاق
"	۲۵۔ حضرت مجدد الف ثانی اور ڈاکٹر محمد اقبال	"	۶۔ ارکان دین
"	۲۶۔ گناہ بے گناہی	"	۷۔ مکاتیب مظہری
"	۲۷۔ امام اہل سنت	"	۸۔ مواعظ مظہری
"	۲۸۔ حیات مولانا احمد رضا خان بریلوی	"	۹۔ فتاویٰ مظہری
"	۲۹۔ احمد رضا خان بریلوی	تالیف	۱۰۔ تذکرہ مظہر مسعود
تصنیف	۳۰۔ دائرہ معارف امام احمد رضا	"	۱۱۔ فاضل بریلوی اور ترک موالات
"	۳۱۔ امام احمد رضا اور عالم اسلام	"	۱۲۔ فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں
ترتیب تحشیہ	۳۲۔ فتاویٰ مسعودی	"	۱۳۔ مظہر العقائد
تصنیف	۳۳۔ نور و نار	"	۱۴۔ کلام الامام
"	۳۴۔ کتاب التوحید	تالیف	۱۵۔ اکرام امام احمد رضا
"	۳۵۔ اردو میں قرآنی تراجم و تفاسیر	"	۱۶۔ یادگار حسین
زیر تدوین	۳۶۔ حیات امام احمد رضا	تصنیف	۱۷۔ حیات مظہری
تالیف	۳۷۔ سیرت حضرت مجدد الف ثانی	"	۱۸۔ عاشق رسول
تصنیف	۳۸۔ مورج خیال	"	۱۹۔ عبقری الشق
			مکتبہ نعمانیہ اقبال روڈ، سیالکوٹ

حضرت محمدؐ والفتاویٰ تیسرے

اور

ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ایم اے؛ پنی ایچ ڈی

اسلامی کتب خانہ

اقبال روڈ، سیالکوٹ